بسنت

اسلامی ثقافت اور توہین رسالت

تالیف
محمد اختر صدیق

مکتبہ اسلامیہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ---- **بسنت** اسلامی ثقافت اور توہین رسالت

تالیف ---------- محمد اختر صدیق

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

کمپوزنگ/ڈیزائننگ ---------- مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز

اشاعت ---------- فروری 2007ء

قیمت ----------

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

فہرست

- مقدمہ ---------------------------------5
- بسنت ----------------------------------9
- بسنت کا تعارف -------------------------9
- بسنت کی تاریخ -------------------------10
- تاریخی حیثیت ---------------------------11
- بسنت کا شرعی حکم ----------------------16
- خالص ہندووانہ مذہبی تہوار -----------------17
- جانی نقصان -----------------------------19
- 2005ء بسنت 40 جانیں لے گئی سینکڑوں لاہوریے زخمی و معذور ------21
- پتنگ بازی پر پابندی کے بعد بھی اموات ہوتی رہیں ---------------23
- بسنت 2006ء جانی نقصان کی رپورٹ اور بعض دلدوز مناظر ------23
- بسنت کی ہولناکیاں! --------------------------28
- اسلامی اقدار کی پامالی ----------------------37
- معاشی نقصان -----------------------------38
- سارا دن پتنگ بازی، پابندی ٹھس، انتظامیہ ناکام ---------------38
- لاہور پتنگ بازی سے 8 دنوں میں 21 ٹرانسفارمر تباہ ہوئے ---------38
- عوام الناس کے لئے ناقابل برداشت اذیت ----------------41
- منی بسنت گولیوں کی تڑتڑاہٹ بوکاٹا 45 فیڈر بند، 1500 مرتبہ ٹرپنگ ---43
- پتنگ بازوں نے ہسپتالوں میں داخل مریضوں کی زندگی بھی اجیرن کردی ---45

- پتنگ بازی کی مدت میں توسیع کی درخواست، عوام خوفزدہ ہو گئے ------ 45
- فضول خرچی ------------------------------------ 46
- باعث فساد و تحقیر ------------------------------ 47
- بسنتی رنگ اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہے ------------------ 48
- توہین رسالت کا غم اور بسنتی مسلمان -------------------- 50
- بے حسی اور بے حمیتی کی انتہا! ------------------------ 50
- بسنت کے حق میں دلائل کا مختصر جائزہ -------------------- 51
- بسنت کے خلاف عوام الناس کے بیانات -------------------- 53
- خاتمہ -- 54

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حکومتِ پنجاب کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے اس سال بھی بسنت بڑے جوش وخروش سے منائی جائے گی اور اس کے لیے با قاعدہ اجازت اور تاریخ بھی طے کر دی گئی ہے۔ جبکہ اس مکروہ کھیل سے ہونے والے جانی، مالی اور اخلاقی نقصان کے باعث سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ عدالت عالیہ کے حکم کو پسِ پشت ڈال کر اور ہر ضابطۂ اخلاق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پھر سے بچوں کا قتل عام کرنے، نو جوانوں کی گردنیں کاٹنے، ماؤں کی گود اجاڑنے، بہنوں کا سکون چھیننے، والدین کی دنیا اندھیر کرنے، اسلامی اقدار پر رقیق حملے کرنے، دین واخلاق کی دھجیاں اڑانے، لوگوں کا امن وسکون غارت کرنے، سرعام بد تہذیبی پھیلانے، اباحیت وانارکی کو فروغ دینے، معصوم جانوں کے خون سے سڑکیں رنگین کرنے، قیمتی تنصیبات کو دھماکوں سے اڑانے اور عدلیہ کی توہین کرنے کا لائسنس صوبائی حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ سپریم کورٹ کو درخواست دے کر اجازت لینے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ جب خود حکومت عدالتِ عالیہ کے احکام کو اس طرح ہوا میں اڑائے گی تو عام شہری سے قانون کی پابندی کی امید رکھنا عبث اور بے وقوفی ہے۔

دراصل جو طبقہ بد قسمتی سے پاکستان پر بطور حکمران مسلط کیا گیا ہے اس نے تو مغربی ایجنڈوں کی تکمیل کو اپنا دین وایمان سمجھ رکھا ہے، لیکن یہ بھول رہے ہیں کہ (Main Power) تو اس پروردگار کے پاس ہے جو آنِ واحد میں بادشاہوں کو فقیر

اور فقیروں کو بادشاہ بنا دیتا ہے۔ کاش ہمارے حکمران دین کی سربلندی کے لیے کام کرتے تو ان کی کرسیاں بھی مضبوط ہوتیں اور ان کے اقتدار کا دائرہ بھی وسیع ہوتا مگر ایمان کی دولت سے تہی دامن یہ لوگ اس فلسفہ کو سمجھنے کی قوت نہیں رکھتے۔ شاعر مشرق نے کیا خوب کہا:

وہ اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات

مغرب تو چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے، فحاشی عام ہو، مسلمانوں کا (Family System) ختم ہو کر رہ جائے اور جو بے دینی کا زہر خود پی کر وہ تباہی کے گڑھے میں گر چکے ہیں مسلمان بھی اسی دلدل میں پھنس جائیں۔ اس لیے تو وہ بے حیائی اور فحاشی پھیلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ہر صاحب شعور یہ جانتا ہے کہ بسنت صرف پتنگ بازی اور موسمِ بہار کو خوش آمدید کہنے کا تہوار نہیں بلکہ بے حیائی، ہلڑ بازی، بے ہنگم شور، فائرنگ، شراب نوشی، محافل موسیقی، رقص و سرور اور بے دینی کی فضا قائم کرنے کا دن ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تم ہر وہ کام کرو گے جو دوسری قوموں نے کیا حتی کہ اگر وہ کسی تباہی کے غار میں اتریں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ آج جب ہم اپنے معاشرے پہ نظر دوڑاتے ہیں تو یہ فرمان صحیح اور صادق نظر آتا ہے غور طلب بات تو یہ ہے کہ لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں علما اس کھیل کو غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور حرام بتا رہے ہیں، اہل قلم اور دانشور اس کے نقصانات سے آگاہ کر رہے ہیں، عدالتِ عالیہ اس پر پابندی لگا چکی ہے مگر حکومت ہے کہ کسی کی بات سننے کو ہی تیار نہیں۔ ان حالات میں ہر مسلمان، محبّ وطن اور صاحب شعور انسان کی ذمہ داری ہے

کہ وہ اس ہندوانہ تہوار کے خلاف آواز اٹھائے۔ تحریر، تبلیغ، تقریر اور تمام وسائل کو بروئے کار لا کر ہمیں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا چاہیے۔ اسی غرض کے پیش نظر راقم الحروف نے جناب محمد سرور عاصم، صاحبِ مکتبہ اسلامیہ کی ترغیب پر یہ کتابچہ تیار کیا ہے۔ یہ کوشش جہاں مختصر ہے تاکہ پڑھنے میں آسانی رہے وہاں مفید اور بہترین دلائل سے مزین بھی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ دین اور وطن کے لیے ہمدردی رکھنے والے مسلمان بھائی اس کو عام کرنے میں ضرور دلچسپی لیں گے تاکہ اس ڈائن بسنت کا اصل روپ سامنے آسکے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمارے دین وایمان اور پیارے پیارے وطن کی حفاظت فرمائے۔

آمین

محمد اختر صدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسنت

ممکن ہے کہ چند سال قبل اکثر لوگ بسنت کو موسمی تہوار ہی سمجھتے ہوں مگر چند حقیقت پسند دانشوروں نے اس کھیل کے مکروہ چہرے کو اس قدر بے نقاب کیا ہے کہ آج ہر خاص و عام اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ بسنت ایک موسمی نہیں بلکہ خالص ہندوانہ تہوار ہے جو گستاخ رسول ﷺ ہندو نوجوان ''حقیقت رائے'' کی یاد میں منایا جاتا ہے اور اس کا موسم سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔اس سلسلہ میں بعض دینی مجلات، قومی اخبارات، خصوصاً نوائے وقت جیسے نظریاتی اخبار کا کردار قابل تحسین ہے۔اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں ایسے دانشور قلمکار اور جرائد قلمی جہاد میں اپنا بھرپور حصہ ڈال رہے ہیں۔اس موضوع پر چند کتب بھی منظر عام پر آ چکی ہیں جن میں سب سے جامع ترین کتاب ''بسنت' اسلامی ثقافت اور پاکستان'' ہے جسے نامور کالم نگار اور ماہر قلمکار جناب محمد عطاء اللہ صدیقی صاحب نے تحریر کیا ہے۔

آئندہ چند سطور میں ہم کوشش کریں گے اپنے انداز سے بسنت کے متعلق کچھ عرض کرسکیں۔

بسنت کا تعارف

فروری کے مہینہ میں گستاخ رسول ﷺ کی یاد میں پتنگ بازی کو بسنت کہتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ آج ہلڑ بازی، چھتوں پر چڑھ کر بے پناہ فائرنگ، بوکاٹا کی صدائیں، شراب و کباب کی محفلیں، رقص و سرور کا اہتمام خیر سے بسنت کہلاتا ہے۔

اگر آپ اس لفظ کو پنجابی زبان کے دائرہ کار میں جانچنے کی کوشش کریں تو یہ لفظ مذکورہ اوصافِ رذیلہ کے حاملین پر صحیح صحیح فٹ آتا ہے۔ ''بسنتا، یا بسنتی'' اس آدمی یا عورت کو کہتے ہیں جس کی زندگی بری عادات کا مجموعہ ہو اور اس سے خیر اور بھلائی کی کوئی توقع نہ کی جاسکتی ہو۔

بسنت کی تاریخ

ہمارے آزاد خیال دانشور جو واقعتاً ہر قسم کی مذہبی و اخلاقی پابندی سے اپنے آپ کو آزاد تصور کرتے ہیں اور پاکستانی قوم کو نام نہاد ترقی اور روشن خیالی کی اندھیری غار میں اتارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ بسنت مذہبی نہیں بلکہ علاقائی اور موسمی تہوار ہے جبکہ اس دعوٰی کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں اس موقع پر روزنامہ نوائے وقت کی تجزیاتی رپورٹ کا ذکر مناسب سمجھتا ہوں۔

''بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت میں بسنت کی کہانی ہر سکول میں پڑھائی جاتی ہے۔ لیکن لاعلمی یا بھارتی لابی کی کوششوں سے بسنت کو اب پاکستان میں مسلمانوں نے موسمی تہوار بنالیا ہے۔ بسنت کی حقیقت کیا ہے اور اس کا آغاز کیسے ہوا، اس بارے میں ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ قریباً دو سو برس قبل لاہور کے ایک ہندو طالب علم ''حقیقت رائے'' نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف شتم طرازی کی، مغل دور تھا اور قاضی نے ہندو طالب علم کو سزائے موت سنادی۔ اس ہندو طالب علم کو کہا گیا کہ وہ اسلام قبول کرلے تو اسے آزاد کردیا جائے گا مگر اس نے اپنا دھرم چھوڑنے سے انکار کردیا چونکہ اس نے اقرار جرم کرلیا تھا، لہٰذا اسے پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی لاہور کے علاقہ گھوڑے شاہ میں سکھ

نیشنل کالج کی گراؤنڈ میں دی گئی۔قیام پاکستان سے پہلے ہندوؤں نے اس جگہ یادگار کے طور پر ایک مندر بھی تعمیر کیا لیکن یہ مندر آباد نہ ہو سکا اور قیام پاکستان کے چند برس بعد سکھ نیشنل کالج کے آثار بھی مٹ گئے۔اب یہ جگہ انجینئرنگ یونیورسٹی کا حصہ بن چکی ہے۔ہندوؤں نے اس واقعہ کو تاریخ بنانے کے لئے اپنے اس ہندو طالب علم کی قربانی کو بسنت کا نام دیا اور جشن کے طور پر پتنگ اڑانے شروع کر دیئے۔آہستہ آہستہ یہ پتنگ بازی لاہور کے علاوہ انڈیا کے دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی۔اب ہندو تو اس بسنت کی بنیاد کو بھی بھول چکے مگر پاکستان میں مسلمان بسنت منا کر اسلام کی رسوائی کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ۴رفروری ۱۹۹۴ء)

تاریخی حیثیت

ابھی آپ نے مذکورہ رپورٹ میں یہ وضاحت ملاحظہ فرمائی کہ بسنت کی موجودہ شکل کا آغاز آج سے دو اڑھائی سو سال قبل ''صوبہ پنجاب کے دل'' لاہور شہر سے ہوا۔کچھ لوگ اس حقیقت کا انکار کرتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ بسنت کا آغاز تو ہزاروں سال قبل ہوا ہے اور اسے مختلف مقاصد کے لئے استعمال بھی کیا جاتا رہا ہے۔معزز قارئین اگر یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے تو پھر بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بسنت خالص ہندو مذہبی تہوار ہے۔جس سے سکھ بھی متاثر ہو گئے تھے۔اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی (انشاءاللہ)۔الغرض توہینِ رسالت کے جرم میں جس ہندو نوجوان ''حقیقت رائے'' کو سزائے موت سنائی گئی وہ ایک سکول میں زیر تعلیم تھا۔کسی مسلمان طالب علم یا استاد سے جھگڑا ہونے کی صورت میں اس نے رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا جس کی بنیاد پر سزائے موت کا حق دار ٹھہرا۔اس وقت

صوبہ پنجاب پر زکریا خان نامی ایک غیرت مند مسلمان گورنر تھا۔ ہندوؤں نے گورنر سے پر زور اپیل کی کہ ''حقیقت رائے'' کی سزائے موت ختم کردی جائے مگر اس نے غیرتِ ایمانی کے تحت رحم کی تمام اپیلیں مسترد کردیں کہ آئندہ کسی کو سرور کائنات ﷺ کی شان میں گستاخی کی جرأت نہ ہو سکے۔ ہندوؤں نے اس طالب علم کو ''سلامی'' پیش کرنے کے لیے بسنت میلہ برپا کردیا۔ افسوس کہ آج پاکستان کے مسلمان حقائق سے جی چرا کر گستاخِ رسول ﷺ کو ''خراج تحسین'' پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اگر کسی بسنتی عاشق کو سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ یہ دن ایک غیر مسلم گستاخ رسول ﷺ کی یاد میں منایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم لوگوں کو قوم کی خوشیاں عزیز نہیں ہیں۔ جناب محمد حنیف قریشی صاحب لکھتے ہیں۔

''یہ بات اکثر کہی جاتی ہے کہ بسنت ایک موسمی اور ثقافتی تہوار ہے۔ جس کا مذہب اور قوم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تاہم ایسے بزرگ ابھی ہزاروں کی تعداد میں موجود ہوں گے جو اس امر کی شہادت دیں گے کہ آزادی سے قبل بسنت کو ہندوؤں کا تہوار ہی سمجھا جاتا تھا اور لاہور میں جوش و خروش سے منایا جاتا تھا۔ جہاں دو تین جگہ بسنت میلہ منعقد ہوتا تھا، ہندو مرد اور عورتیں باغبانپورہ کے قریب حقیقت رائے دھرمی کی سمادھی پر حاضری دیتے اور وہیں میلہ لگاتے۔ مرد زرد رنگ کی پگڑیاں باندھے ہوتے اور عورتیں اسی رنگ کا لباس ساڑھی وغیرہ پہنتیں۔ سکھ مرد اور عورتیں اس کے علاوہ گوردوارہ اور گورو مانگٹ پر بھی میلہ لگاتے ہر جگہ خوب پتنگ بازی ہوتی۔

(بحوالہ ماہنامہ محدث، فروری ۲۰۰۱)

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بسنت ہندوؤں کا خالص مذہبی تہوار ہے تو سکھ اس میں کیوں شامل ہو گئے؟ اس کا جواب محترم محمد عطاء اللہ صدیقی صاحب یوں بیان

کرتے ہیں۔

''ہندوؤں نے حقیقت رائے دھرمی کو ہیرو کا درجہ دے دیا اور اس کی یاد میں بسنت میلہ منانا شروع کر دیا، چونکہ حقیقت رائے کی شادی ایک سکھ لڑکی سے ہوئی تھی اس لئے سکھ برادری بھی ہندوؤں کے اس غم میں برابر کی شریک تھی''

وہ مزید لکھتے ہیں: ایک ہندو مؤرخ ڈاکٹر بی ایس نجار (Dr.B.S.Nijjar) نے اپنی کتاب (Punjab Under The Later Mughals) میں حقیقت رائے کو دی جانے والی سزا کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''حقیقت رائے باگھ مل پوری، سیالکوٹ کے کھتری کا پندرہ سالہ لڑکا تھا، جس کی شادی بٹالہ کے کشن سنگھ بھٹہ نامی سکھ کی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی۔ حقیقت رائے کو مسلمانوں کے سکول میں داخل کیا گیا تھا جہاں ایک مسلمان ٹیچر نے ہندو دیوتاؤں کے بارے میں کچھ توہین آمیز باتیں کیں، حقیقت رائے نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور اس نے بھی انتقاماً پیغمبر اسلام ﷺ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کاروائی کے لئے لاہور بھیجا گیا۔ اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا۔ کچھ ہندو افسر زکریا خان جو اس وقت گورنر لاہور تھا کے پاس پہنچے تاکہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے۔ لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظرِ ثانی سے انکار کر دیا جس کے اجراء میں پہلے مجرم کو ایک ستون سے باندھ کر کوڑوں کی سزا دی گئی، اس کے بعد اس کی گردن اڑا دی گئی۔ جس پر پنجاب کی تمام غیر مسلم آبادی نوحہ کناں رہی لیکن خالصہ کمیونٹی نے آخر کار اس کا انتقام مسلمانوں سے لیا اور سکھوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس واقعہ سے متعلق تھے انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا۔ پنجاب میں بسنت کا میلہ

اسی حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

محترم صدیقی صاحب مزید لکھتے ہیں۔

''لاہور کے ہندوؤں کے ایک گروہ نے اس واقعہ کے خلاف شدید جذباتی رد عمل کا اظہار کیا، کیونکہ اس وقت پنجاب میں مسلمانوں کی حکومت تھی طبعاً بزدل مزاج ہندوؤں کے لئے یہ تو ممکن نہ تھا کہ وہ بھر پور تحریک چلاتے، البتہ انہوں نے حقیقت رائے کی یاد میں میلہ منانا شروع کردیا جو احتجاج کی ایک نرم مگر مؤثر صورت تھی۔ اس واقعہ کے تقریباً پچاس سال بعد پنجاب میں سکھوں نے مسلمانوں کو شکست دے کر تخت لاہور پر قبضہ کرلیا۔ سکھ تو پہلے ہی جذباتی ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس واقعہ کے ذمہ دار مسلمانوں کو قتل کر چکے تھے جب وہ پنجاب میں برسر اقتدار آئے تو انہوں نے اس واقعہ کے حوالے سے بسنت کا تہوار جوش وخروش سے منانا شروع کردیا۔''

(بسنت اسلامی ثقافت اور پاکستان ص ۲۷، ۲۹)

جب رنجیت سنگھ لاہور کا حکمران مقرر ہوا تو اس کے دور میں ایک انگریز مورخ الیگزینڈر برنز جو یہاں آیا اس نے بسنت منانے کا کچھ یوں تذکرہ کیا:

''بسنت کا تہوار چھ فروری کو بڑی شان وشوکت سے منایا گیا رنجیت سنگھ نے ہمیں اس تقریب میں مدعو کیا...... لاہور سے میلہ تک مہاراجہ کی فوج دورویہ کھڑی تھی۔ مہاراجہ گزرتے وقت اپنی فوج سے سلامی لیتا۔ میلہ میں مہاراجہ کا شاہی خیمہ نصب تھا جس پر زرد رنگ کی ریشمی دھاریاں تھیں...... مہاراجہ نے پہلے گرنتھ صاحب کا پاٹھ سنا، پھر گرنتھی کو تحائف دیے اور مقدس کتاب کو دس جزدانوں میں بند کردیا سب سے اوپر والا جزدان بسنتی مخمل کا تھا۔ اس کے بعد راجہ کی خدمت میں پھول پیش کیے گئے جن کا رنگ زرد تھا، بعدازاں اُمرا، وزرا اور افسران آئے جنہوں نے زرد لباس پہن رکھے

تھے۔انہوں نے نذریں پیش کیں۔اس کے بعد طوائفوں کے مجرے ہوئے مہاراجہ نے دل کھول کر انعامات دیے۔ (نقوش، لاہور نمبر: ص۷۲۳)

ہم مزید وضاحت اور دلائل کی غرض سے چند حقائق قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے تاکہ کسی قسم کا کوئی اشکال باقی نہ رہے۔لاہور کے معروف کالج کے سابق سکھ لیکچرار ''گیانی فزان سنگھ'' کچھ یوں رقم طراز ہیں۔

''تواریخ کے محقق اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ بھائی حقیقت سنگھ جنہیں عام لوگ ''حقیقت رائے'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔امرت دھاری اور تیار بر تیار سنگھ تھے۔ آپ کے ننھال والے سکھ تھے اور موضع سوہدرہ، ضلع گوجرانوالہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے ماموں بھائی ارجن سنگھ تیار بر تیار سنگھ تھے جو کہ آپ کے ساتھ ہی نخاس چوک میں شہید کر دیے گئے تھے۔آپ کے سسرال بھائی کنشن سنگھ وڈالے والہ کے گھر تھے۔لاہور میں اس جگہ (شہید گنج) پر آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ان کے بوڑھے پتا، ضعیف والدہ اور جوان بیوی کی آہیں اور فریادیں، پتھروں کو بھی موم کر دینے والی چیخیں اور منتیں بھی اس وقت کے حکام کے دل میں رحم اور ترس کے جذبات پیدا نہ کر سکیں۔اور آپ نہایت سکون کے ساتھ بکرمی میں پنچمی کے دن دھرم کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھ گئے۔بسنت پنچمی کے روز آپ کی سمادھ پر بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ (تاریخ گوردوارہ شہید گنج)

ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ جو کہ پنجاب گورنمنٹ کے وزیر تھے لکھتے ہیں۔''فیصلہ سنا دیا گیا اور فوراً ہی لاہور کے عین مرکز میں تمام ہندو آبادی کی آہوں اور بددعاؤں میں شریف لڑکے کا سر قلم کر دیا گیا۔اس کے کریا کرم میں سب امیر و غریب شامل ہوئے اور اس کی راکھ لاہور کے مشرق میں چار میل دور دبا دی گئی، جہاں اس کی یاد

گارا بھی تک قائم ہے جس پر ہر سال بسنت پنچمی کے روز جو اس کی شہادت کا دن ہے میلہ لگتا ہے۔ (ٹرانسد مشن آف سکھ ازم)

ہم ان حقائق کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہر صاحب عقل خوب اندازہ کر سکتا ہے کہ بسنت فقط موسمی تہوار نہیں ہے اور ہر ذی شعور یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرے گا یہ ہندوؤں کی مذہبی رسم ہے جو وہ اپنے نام نہاد ''ہیرو'' کی یاد میں ہر سال مناتے چلے آرہے ہیں۔

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے بعض جاہل مسلمان بھی کوٹ خواجہ سعید لاہور میں اس گستاخ رسول ﷺ کی یادگار کو ہندوؤں کی تقلید میں ''باوے یا بابے دی مڑھی'' کہتے ہیں۔ ایک گستاخ رسول کو ہندوؤں نے ''بابے'' کا درجہ دیا اور مسلمان بھی بغیر سوچے سمجھے اس کے یادگاری میلہ بسنتی میں شریک ہوتے ہیں۔ اس گستاخ کی یادگار آج بھی مذکورہ علاقہ کے قبرستان کے ساتھ موجود ہے۔

مذکورہ بالا بحث ہر محبّ رسول ﷺ مسلمان کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے کہ یہ دن منانا کس قدر بے حمیتی اور بے ایمانی ہے۔ مگر اس کے باوجود ذیل میں بسنت کے حرام ہونے کے شرعی دلائل کا ذکر اور اس کے جواز میں ذکر کیے گئے لامعنی دلائل کا مختصر تذکرہ کرنا چاہوں گا۔

بسنت کا شرعی حکم

ہم بمقائم ہوش حواس یہ کہنے کی اجازت چاہیں گے، موجودہ بسنت کی شرعی حیثیت پر جس قدر بھی غور کیا جائے اور اس کے تمام پہلوؤں پر جتنا بھی سوچا جائے یہ ''حرام'' ہے۔ میں بذات خود نہ ہی مفتی ہوں اور نہ ہی بقول بعض میرے پاس فتویٰ

مشین رکھی ہے بلکہ میں آیندہ چند گزارشات میں معروف اہل علم اور دانشور اہل قلم کی فکر کا خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ بسنت کے حرام ہونے کے دلائل کا تذکرہ کچھ یوں ہے۔

1 خالص ہندوانہ مذہبی تہوار

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ بسنت خالص ہندوانہ تہوار ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ ان کا خالص مذہبی تہوار ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اگر اس بات سے کسی کو اختلاف ہو تو وہ مندرجہ ذیل بیانات کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھے اور اپنے ضمیر کی آواز کو منصف بنائے انشاءاللہ فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔

''لاہور میں بسنت ہندو مذہب کی عظیم کامیابی ہے۔ مسلمان تقسیمِ ہند سے پہلے بھارتی ثقافت اپنا لیتے تو لاکھوں افراد کی جان بچائی جا سکتی تھی...... چھتوں سے گر کر ہلاک ہونے والے ہمارے شہید ہیں۔''

بال ٹھا کرے۔ (نوائے وقت، جنگ، ۲۰ فروری، ۲۰۰۱)

''زندہ دلان لاہور کے بسنت منانے کے انداز کو دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ ہمارا نہیں بلکہ تمہارا مذہبی تہوار ہے۔''

بھارتی نوجوان وجے کمار (روزنامہ خبریں، واہ رے مسلمان)

شاید اسی لیے ڈاکٹر اقبال کو کہنا پڑا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ہم سیاسی طور پر نفرت کی بنیادیں ہلانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور یہی ہمارا

سب سے بڑا مقصد تھا۔

سونیا گاندھی (روزنامہ جنگ ۲۲ فروری ۱۹۹۸)

ان بیانات کے بعد بھی اگر کوئی بسنت کو ہندو مذہبی تہوار نہیں مانتا تو ''میں نہ مانوں'' کا علاج تو ہمارے پاس نہیں ہے۔

البتہ ہم یہ عرض کرنے کی اجازت ضرور چاہیں گے کہ مذکورہ بیانات اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ بسنت ہندو مذہبی تہوار ہے۔ اس دن پتنگ اڑانا غیر مسلموں سے مشابہت ہے جبکہ ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ نے تو ہر معاملہ میں غیر مسلموں کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے اور عملی طور پر اس کو ثابت بھی کر دکھایا ہے۔

آپ ﷺ اطلاع ملی کہ یہودی عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہیں کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم سے نجات ملی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارا تعلق موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہے اور فرمایا: تم لوگ عاشوراء (۱۰ محرم) کا روزہ رکھو، اور یہودیوں کی مخالفت کرو (اسطرح کہ) ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ بھی رکھو۔

(مسند احمد: ٢١٥٤)

آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة، ٤٠٢٩)

معلوم ہوا کہ غیر مسلم اقوام کی مشابہت سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قبل از اسلام لوگ سال میں دو تہواروں کو کھیلتے اور ہنسی ٹھٹھہ کا اہتمام کرتے۔ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو فرمایا: تم ان دو دنوں میں کھیلا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دنوں کے بدلہ میں دو بہترین دن

عطا فرمائے ہیں۔ وہ عید الضحیٰ اور عید الفطر کے دن ہیں۔

(سنن نسائی، کتاب صلاۃ العیدین، ۱۵۵)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ مسلمانوں کے لیے خوشی کے دن ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام دنوں میں سے ان کو امت مسلمہ کے لیے خاص کر دیا ہے کہ مسلمان ان دنوں میں فرحت و مسرت کا اظہار کر سکتے ہیں اور غیر مسلم قوموں کی تشبیہ و تقلید سے بچتے ہوئے ان کے خاص دنوں میں ہرگز ایسا نہ کریں۔

2 جانی نقصان

بسنت کے حرام ہونے کی دوسری دلیل اس کی وجہ سے ہونے والا جانی نقصان ہے۔ اسلام انسانی جان کو انتہائی مقدس جانتا اور اس کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ اس کو تلف کرنا اسلام کی روح کے منافی ہے۔ بسنت کی وجہ سے سینکڑوں جانیں ہر سال پتنگ بازی کی نظر ہو جاتی ہیں۔ جن میں نوجوان، بوڑھے حتیٰ کہ معصوم بچے بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔

محترم محمد عطاء اللہ صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔

''بسنت کے موقع پر کتنے لوگ ہلاک اور زخمی ہوتے ہیں اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنا تو بہت مشکل ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے اخبارات میں دھاتی تار کی وجہ سے بجلی کا کرنٹ لگنے اور شہ رگ پر ڈور پھرنے کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں کی خبریں شائع ہوئی ہیں۔ مگر پورے ملک میں بسنت کے موقع پر چھتوں سے گر کر، گاڑیوں سے ٹکرا کر اور دیگر وجوہات سے زخمی ہونے والوں کے حتمی اعداد و شمار کو جمع کرنا بے حد مشکل ہے''

۲۰ فروری ۲۰۰۰ کو روزنامہ انصاف نے ۱۹۹۵ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک بسنت

کے دنوں میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی تعداد کے بارے میں ایک رپورٹ شائع کی جس کے مطابق:

سال	ہلاکتیں	زخمی	سال	ہلاکتیں	زخمی
1995	6	200	1998	6	500
1996	7	250	1999	3	675
1997	3	800	2000	8	713

قارئین! حکومتی سرپرستی میں اس دن کو مزید جوش وخروش سے منانے کے لیے ملکی سطح پر تیاری نے ان ہلاکتوں اور حادثات میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ ۲۰۰۱ اور، ۲۰۰۳ میں سب سے زیادہ لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ کئی بدقسمت ایسے بھی ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپاہج ہو گئے۔ ۲۰۰۳ میں فقط لاہور کے اندر (۱۰) افراد گلا کٹنے سے ہلاک ہو گئے جبکہ، ۳۰۰ کے قریب بسنت کے زخم اپنے جسموں پر سجائے ہسپتالوں میں جا پہنچے اور ان میں بہت سے مستقل طور پر اپاہج ہو گئے۔ خاتون نامہ نگار محترمہ رفیعہ ناہید پاشا لکھتی ہیں۔

”۲ جولائی ۲۰۰۳ کے صرف ایک ہفتے میں تین افراد قاتل ڈور کا شکار ہوئے ۱۴ سالہ طالب علم ندیم حسن شام کو ٹیوشن پڑھ کر موٹر سائیکل پر گھر واپس آ رہا تھا، اس کی گردن پر کٹی پتنگ کی ڈور پھر جانے سے اس کی شہ رگ کٹ گئی۔ اس سے پہلے کہ کوئی مدد کو آتا وہ کلمہ چوک کے قریب جان جان آفریں کے سپرد کر چکا تھا۔ لاش گھر پہنچی تو کہرام مچ گیا۔ وہ میٹرک کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا اور ماں بہنیں جنہوں نے اس کے تابناک مستقبل کے حوالے سے کئی خواب دیکھ رکھے تھے، اس کی کتابیں ہاتھ میں لیے بے بسی سے آنسو بہاتی رہیں، جوان بیٹوں کے لاشے وصول کرنا آسان نہیں ہوتا۔ ادھیڑ عمر

ماں لاش سے لپٹ کر دیر تک روتی رہی۔اسی طرح مکھن پورہ کا رہائشی مبین شاہد اپنی اہلیہ اور تین سالہ بیٹے فہیم کے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار ہو کر سسرال جا رہا تھا کہ اچانک مزنگ کے قریب فہیم خون میں لت پت ہو گیا۔دونوں میاں بیوی وحشت سے چیخ وپکار کرنے لگے تو علم ہوا کہ ڈور بچے کی شہ رگ کاٹ چکی ہے۔چند لمحوں کے اندر اندر فہیم نے باپ کی گود میں تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔'' (نوائے وقت ۱۹ جنوری،۲۰۰۳)

معروف کالم نگار جناب حسن نثار ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ایک اور حادثہ کا میں جزوی طور پر عینی شاہد ہوں، میں نے کلمہ چوک کے قریب معصوم خون کا وہ بہت بڑا دھبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، جس کا تعلق ایک ایسے نوعمر لڑکے سے تھا جو کئی بہنوں کا اکلوتا بھائی ہونے کے ناطے پورے خاندان کی جان تھا اور یہ جان بھی بے رحم ڈور نے لے لی۔اک اور گھر کا چراغ پتنگ بازی نے گل کر دیا۔''

(روزنامہ جنگ،۲ جولائی،۲۰۰۳)

۲۰۰۵ میں بسنت کی وجہ سے ہونے والے جانی نقصان کا اندازہ روز نامہ دوپہر کی اس رپورٹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

2005ء بسنت 40 جانیں لے گئی سینکڑوں لاہوریے زخمی ومعذور

گزشتہ سال یہ ہلاکتیں جنوری تا مارچ چار ماہ کے بسنت سیزن کے دوران صرف لاہور میں ہوئیں۔پتنگ بازی کے حوالے سے 800 مقدمات درج ہوئے۔ چائنہ سکیم 9 جنوری 12 سالہ ولید، کوٹ عبدالمالک 16 جنوری 20 سالہ بلال، مسلم ٹاؤن نامعلوم نوجوان، 5 فروری دو کمسن بچے اور نوجوان ہلاک تمام اموات بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر پتنگ بازی یعنی پتنگ پکڑتے چھت سے گرنے، حادثے کا شکار ہونے،

ڈور پھرنے اور کرنٹ لگنے کے باعث ہوئیں۔لاہور میں گزشتہ سال بسنت سیزن کے دوران 40افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوکر ہسپتال پہنچ گئے اور بڑی تعداد میں لوگ معذور ہو گئے۔ یہ ہلاکتیں جنوری تا مارچ چار ماہ کے دوران ہوئیں جو کہ بسنت سیزن کہلاتا ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ بسنت سیزن کے دوران پتنگ بازی کے حوالے سے 800مقدمات درج کیے گئے۔پابندی لگنے کے بعدایک ریلوے کانسٹیبل اور ایک چار سالہ بچی پتنگ بازی کے نتیجے میں ہلاک ہوگئی۔ پتنگ بازی کے باعث جنوری تا اپریل جو ہلاکتیں ہوئیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔چائنہ سکیم میں 9جنوری کو 12 سالہ لڑکا ولید، کوٹ عبدالمالک میں 16 جنوری کو 20 سالہ بلال ابراہیم اور مسلم ٹاؤن میں نامعلوم نوجوان،5فروری کو دو کمسن بچے، بادامی باغ میں ایک نوجوان موٹر سائیکل سوار، ہنجر وال میں آٹھ سالہ امجد، لوئر مال میں 25 سالہ محمد رفیق پتنگ بازی کے نتیجے میں ہلاک ہوئے۔6فروری کو بسنت تھی۔اس روز صرف لاہور میں 19اموات ہوئیں۔بسنت کے بعد کاہنہ میں 16 فروری کو 5 سالہ اسامہ،25فروری کو جوہر ٹاؤن میں 5 سالہ حماد، گڑھی شاہو میں 26 فروری کو 7 سالہ سلمان، 6مارچ کو 6 سالہ حمزہ، 11مارچ کو موچی گیٹ میں علی رضا اور 12 سالہ رضوان اور مزنگ روڈ پر 14 سالہ سلمان، 14مارچ کو باغبانپورہ کا عثمان، 20مارچ کو ہنجر وال کا اطہر اور 28 مارچ کو شاہد، 3اپریل کو ٹاؤن شپ میں سات سالہ ارسلان اور 20اپریل کو کاہنہ میں دس سالہ عزیز ہلاک ہوا۔ ان تمام بچوں اور نوجوانوں کی اموات بالواسطہ اور بلا واسطہ طور پر پتنگ بازی سے ہوئی جس میں پتنگ پکڑتے ہوئے چھت سے گرنے، حادثے کا شکار ہونے، ڈور پھرنے اور کرنٹ لگنے کے باعث اموات شامل ہیں۔

(روزنامہ دوپہر،۴فروری ۲۰۰۶ء)

پتنگ بازی پر پابندی کے بعد بھی اموات ہوتی رہیں

لاہور 2005ء میں شدید جانی و مالی نقصان کے باعث پتنگ بازی پر پابندی لگنے کے بعد بھی اموات کا سلسلہ جاری رہا اور ایک ریلوے کانسٹیبل اور ایک چار سالہ بچی پتنگ بازی کے نتیجے میں ہلاک ہوگئی۔ (روزنامہ دوپہر، ۴فروری ۲۰۰۶ء)

بسنت ۲۰۰۶ جانی نقصان کی رپورٹ اور بعض دلدوز مناظر

(ماہ فروری ۲۰۰۶)

نمبر شمار	تاریخ	اموات	زخمی	کیفیت
۱	۶فروری سوموار		۱	شالیمار میں سلیم موٹر سائیکل پر جا رہا تھا کہ گلے پر ڈور پھرنے سے زخمی ہوگیا
۲	۲۰فروری سوموار	۱	۱	ماہ نورا چھرہ میں ڈور پھرنے سے ہلاک/ ندیم زخمی
۳	۲۱فروری منگل		۱	انکم ٹیکس ملازم راشد زخمی۔ رپورٹ کے مطابق اب تک تین ہلاک اور ۲۰ لوگ گلا کٹ جانے کی وجہ سے زخمی ہو چکے ہیں
۴	۲۴فروری جمعہ	۱		کوٹ لکھپت ڈور بجلی کی تاروں سے ٹکرا گئی، ۱۰ سالہ نثار ہلاک
۵	۲۷فروری سوموار	۱	۱	ندیم پاشا کی گردن کٹ گئی/ تاجر عابد گردن کٹنے سے زخمی
۶	۲۸فروری		۵	مدثر، باغبان پورہ، عزیز، ٹاؤن شپ، نعیم، پیکو روڈ، بشیر خاں، پرنسپل سن رائز مسلم ٹاؤن، ایک بچہ زخمی، ۳ کی حالت نازک

(ماہ مارچ ۲۰۰۶)

نمبر شمار	تاریخ	اموات	زخمی	کیفیت
۷	یکم مارچ بدھ		۴	سانده میں یاسر اور قاسم دو بھائی، اقبال ٹاؤن میں حفیظ، گلشن راوی میں وقاص جھلس گیا

۸	۲ مارچ جمعرات		۶	لاہور کے مختلف علاقوں میں ۶ زخمی، ۳ کی حالت نازک ہے جبکہ ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۰ء سے لے کر ۲۰۰۶ء تک پتنگ بازی سے مرنے والوں کی تعداد ۱۸۶ ہوگئی ہے۔
۹	۳ مارچ جمعہ	۳	۳۵	چوہنگ کوتوالی اور کوٹ لکھپت میں ۳ بچے چھتوں سے گر کر ہلاک جب کہ گوجرانوالہ اور لاہور میں ۱۳۵ افراد شدید زخمی
۱۰	۴ مارچ سوموار	۲	۷۱	اخبار فروش، ۵۰ سالہ حامد، ۲۰ سالہ فیاض ڈور پھرنے سے ہلاک جب کہ گوجرانوالہ اور لاہور میں ۷۱ کے قریب لوگ زخمی ہوگئے جن میں ۳ بچیاں اور ۲ نوجوان لڑکیاں بھی شامل ہیں
۱۱	۵ مارچ اتوار	۱		۸ سالہ شہباز کٹی پتنگ پکڑتے ہوئے ٹرین تلے کچلا گیا علاقہ باجالائن
۱۲	۶ مارچ سوموار	۳	درجنوں	ذیشان یا شایان کی گردن کٹ کر موٹر سائیکل سے نیچے گر گئی، ماں کے سڑک پر بین، رشتہ داروں کا مظاہرہ، سیالکوٹ میں ۲ ہلاک درجنوں زخمی، لوگون کا زبردست احتجاجی مظاہرہ۔
۱۳	۸ مارچ بدھ		۵	لاہور کے مختلف علاقوں میں ۵ بچے شدید زخمی حادثات ڈور پھرنے کی وجہ سے ہوئے
۱۴	۹ مارچ جمعرات	۵	سینکڑوں	مختلف شہروں سے موصول شدہ اطلاعات
۱۵	۱۲ مارچ اتوار		۱۲۰	لاہور، قصور میں منی بسنت منائی گئی، ۱۲۰، افراد زخمی ہوئے بعض کی حالت نازک ہے اکثر ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں
۱۶	۱۳ مارچ سوموار	۲	۲۵۰	لاہور میں بسنت، دو ہلاک زخمیوں کی تعداد ۲۵۰ سے تجاوز کر گئی
۱۷	۱۵ مارچ بدھ	۳		لاہور کے مختلف علاقوں میں ۳، افراد ہلاک ہوگئے
۱۸	۱۹ مارچ بدھ		۲	ستوکتلہ میں دو بچے پتنگ لوٹتے ہوئے [illegible] ہوئے
۱۹	۲۰ مارچ سوموار	۱	۷	لاہور کے مختلف علاقوں میں ۱، بچے کی ہلاکت کے علاوہ ۷، افراد زخمی ہوگئے

۲۰	۲۲مارچ بدھ	۱	۲	بچہ پتنگ لوٹتے ہوئے ٹرین تلے کچلا گیا جبکہ قاری زبیر احمد اور ۸ سالہ شیراز ڈور پھرنے سے زخمی
۲۱	۲۵مارچ ہفتہ		۱	مصری شاہ میں عامر زخمی ہوگیا
۲۲	۲۷مارچ سوموار		۴	۲موٹر سائیکل سوار ڈور پھرنے سے اور دو بچے چھتوں سے گر کر زخمی
		(ماہ اپریل ۲۰۰۶)		
۲۳	۲اپریل اتوار	۱		پتنگ لوٹتے ہوئے خرم جاں بحق، علاقہ ہنجروال
۲۴	۱۳اپریل سوموار		۲	حسن رضا، لیاقت زخمی
۲۵	۱۰اپریل سوموار	۱	۲	لاہور کے مختلف علاقوں میں ایک بچہ ڈور پھرنے سے ہلاک اور دو چھت سے گر کر زخمی
۲۶	۱۱تا۳۰اپریل	۲	۴	اپریل کے مہینے میں مختلف اطلاعات کے مطابق دو بچے ہلاک اور چار افراد زخمی ہوئے
		(ماہ مئی ۲۰۰۶)		
۲۷	۱۵مئی سوموار	۱	۱	بارہ سالہ اقصیٰ اچھرہ میں ڈور پھرنے سے ہلاک جبکہ طلحہ زخمی
		(ماہ جون ۲۰۰۶)		
۲۸	۵جون	۱		عبدالرحمٰن علی ہجویری دربار کے سامنے گلے پر ڈور پھرنے سے ہلاک

قارئین ۲۰۰۵، اور ۲۰۰۶ کے دوران یہ ہلاکتیں صرف لاہور. گوجرانوالہ. اور صور میں ہوئی ہیں بقیہ شہروں کا اندازہ خود فرمالیں۔ مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر ہم ہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ بسنت ایک ایسا قاتل کھیل ہے جو انسانی انوں کے ضیاع کے ساتھ ساتھ ہماری مذہبی اقدار کے خون کرنیکا بھی سبب بن رہا ہے۔ یاد رہے ان بے گناہ افراد کے قتل میں وہ تمام لوگ ملوث ہیں جو ڈور کی تیاری سے لے کر پتنگ اڑانے میں کسی نہ کسی طرح معاون بنتے ہیں۔ یا خود اس بے غیرتی کے

کھیل میں شامل ہوتے ہیں۔ ہمارا دعوٰی ہے کہ اس مالک الملک کی عدالت میں ان سب کو بے گناہ لوگوں کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہوگا اور وہ عدالت ایسی ہے جہاں نہ ہی تو رشوت کا تصور ہے اور نہ ہی سفارش، دھونس اور دھاندلی سے کام لیا جا سکتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (٤/ النساء:٩٣)

''اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر اترے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اس پر پڑے گی اور اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

فائدہ: ممکن ہے کہ کسی بسنتی پروانے کے دل میں یہ خیال انگڑائی لے کہ کٹی پتنگ کی قاتل ڈور سے کٹنے والی گردن "متعمدا" یعنی قتل عمد (جان بوجھ کر) کے زمرے میں نہیں آتی بلکہ یہ تو قتل خطا ہے۔

ہم عرض کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ یہ بات اس پہلے قتل پر کہنا تو شاید ممکن تھی جو بسنتی ڈور سے ہوا ہو کہ شاید ڈور بنانے والے کو علم نہ ہو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے معصوم جانوں کا آلہ قتل تیار کر رہا ہے۔ مگر اس کی حقیقت کھل جانے کے بعد یہ بات بعید از قیاس محسوس ہوتی ہے اور اگر فرض محال اسے قتلِ خطا ہی تسلیم کر لیا جائے تو اس صورت میں مقتول کے وِرثاء کو دیت ادا کرنا واجب ہے۔ جو کہ ۱۰۰ اونٹ یا اس کے مساوی مال وزر دے کر ادا ہو سکتی ہے ورنہ یہ قرض قیامت تک اس آدمی کی گردن پر

بوجھ ہے جس کے ہاتھ اس قاتل ڈور کے ساتھ حرکت کررہے ہیں۔جس نے ایک بے گناہ مسلمان کی زندگی کا چراغ گل کردیا ہے۔

نبی کریم ﷺ تو جہاد جیسے افضل ترین عمل میں بھی دشمنانِ دین کی زندگیاں چھیننے کی بجائے یہ پسند فرماتے تھے کہ وہ زندہ رہیں اور اسلام قبول کرلیں۔غزوۂ خیبر میں آپ ﷺ نے خلیفہ چہارم سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا ''یہودیوں کے ساتھ لڑائی شروع کرنے سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں اس چیز کی خبر دینا جوان پر واجب ہے، اللہ کی قسم! اگر تیری دعوت سے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت نصیب کردی گئی تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔''

(صحیح بخاری کتاب الجهاد والسیر باب دعاء النبی ﷺ الی الاسلام والنبوة حدیث ۲۹۴۲)

کیونکہ اس وقت یہودی اسلام کی دعوت کو نہیں پہچانتے تھے اس لئے ان کو دین کی دعوت دینے کا حکم دیا۔

قارئین! دیگر بے سہارا مرنے والے بچوں اور بچیوں کی طرح اوراچھرہ میں قاتل ڈور سے ذبح ہونے والی پھول جیسی تین سالہ ماہ نور سے رب کائنات انشاء اللہ ضرور ایک دن سوال کررہا ہوگا ''بِاَیِّ ذَنۡبٍ قُتِلَتۡ'' (۸۱/ التکویر:۹) وہ کس قصور میں ماری گئی،، تو اس وقت وہ سارے لوگ مجرم کی حیثیت سے اس بچی کے سامنے کھڑے ہوں گے جو پتنگ بازی اور بسنت کے شیطانی عمل میں کسی طرح سے بھی شریک ہیں۔

قارئین اس حوالہ سے محترمہ ناہید پاشا کا مضمون بھی قابل مطالعہ ہے جو روز نامہ نوائے وقت لاہور نے ۱۹ جنوری ۲۰۰۴ کو خواتین ایڈیشن میں شائع کیا۔

بسنت کی ہولناکیاں!

۲۰ جنوری سے ۲۰ فروری ۲۰۰۴ء تک کتنی عورتوں کے گھر اور گودیں اُجڑیں گی؟
گزشتہ تین برسوں کے دوران پتنگ بازی کے باعث پیش آنے والے چند دلخراش واقعات کی رپورٹ......!

ماما مجھے بھوک لگی ہے،......۸ سالہ ابراہیم نے سکول وین سے اترتے ہی نعرہ لگایا اور مین گیٹ سے کچن تک پہنچتے پہنچتے کیچپ کے ساتھ فرنچ فرائز کھانے کی معصومانہ فرمائش بھی کر ڈالی۔ عالیہ چونکہ آج سے ابراہیم کے کلاس تھری کے سالانہ امتحانوں کے لیے خصوصی تیاری شروع کروانے کا ارادہ رکھتی تھی اس لیے بولی'' آج تو فرنچ فرائز کے ساتھ فش بھی ملے گی......آپ جا کر یونیفارم بدلیں۔

ابراہیم خوشی خوشی بھاگتا ہوا کمرے میں گیا۔ معاً کچن میں فش فرائی کرتی ہوئی عالیہ کو ابراہیم کے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سنائی دی۔ پہلے اس نے سوچا کہ وہ اسے واپس بلائے مگر پھر اس خیال سے کہ ابھی خود اسے کچن میں دیر لگے گی، خاموش ہوگئی اور تیزی سے اپنا کام مکمل کرنے لگی...... چند لمحوں بعد کال بیل بجی وہ دیکھنے کے لئے گئی مگر وہاں منظر ہی اور تھا......ابراہیم خون میں لت پت زمین پر پڑا تھا۔ اور لوگ اس کے اردگرد جمع تھے...... پتہ چلا کہ چھت پر کسی کٹی ہوئی پتنگ کی ڈور اس کے گلے میں پھر گئی وہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چھت سے گلی میں گر گیا اب خون کے فوارے ابل رہے تھے...... ماں کے لئے ایسا دلدوز منظر دیکھنا آسان نہیں تھا......مگر جذبات کو کنٹرول کر کے اس نے اپنے شوہر کے موبائل پر فون کیا......"not-responding" جا رہا تھا......سو وقت ضائع کئے بغیر عالیہ رکشہ میں بچے کو لے کر ہسپتال چلی گئی۔ ڈاکٹروں

نے فوری طور پر طبی امداد فراہم کی مگر ابراہیم ہوش میں نہ آیا...... زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ بہت جلد جان کی بازی ہار گیا...... عالیہ نے قریبی پی سی او سے دوبارہ اپنے شوہر عامر کے موبائل پر ٹرائی کیا اور اسے اکلوتے بیٹے کی موت کی خبر سنائی۔ ہسپتال کا عملہ اور مریضوں کے لواحقین پھول سے بچے کی موت پر سسک رہے تھے...... عالیہ کے ضبط کا بندھن بھی اب ٹوٹ چکا تھا۔ عامر پہنچا تو ضروری کاروائی کے بعد دونوں ابراہیم کے بے جان جسم کو لے کر گھر چلے گئے۔ جہاں اب کبھی ابراہیم کی آواز نہیں آئے گی کہ ''ماما مجھے بھوک لگی ہے......!''

یہ صرف ایک واقعہ نہیں اور عالیہ صرف ایک ماں نہیں جسے قاتل ڈور کے ہاتھوں اپنی آرزوؤں کے مرکز، اپنے لخت جگر کی قربانی دینا پڑی ہو...... ایسی بے شمار عورتیں ہیں جنہیں بدمست ہواؤں میں اڑتی کٹی پتنگوں کی قاتل ڈوروں کے ہاتھوں عمر بھر کے صدمے اٹھانا پڑتے ہیں...... کہ ہنستے بستے گھر لمحوں میں ماتم کدوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اب تک لاتعداد نوجوان لڑکے شیر خوار بچے اور گھر بھر کے واحد کفیل اس منحوس کھیل (پتنگ بازی) کا نشانہ بنے ہیں جسے، جشن بہاراں، میں مرکزی حیثیت حاصل ہے......!!!

علینہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازمت کر رہی تھی اور خوش تھی کہ شادی کے بعد نہ صرف اس کے بنک آفیسر شوہر جمشید نے اسے جاب کی بخوشی اجازت دی تھی بلکہ وہ پک اینڈ ڈراپ کے علاوہ ہر طرح سے اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ دونوں نے مل کر اپنی آیندہ زندگی کے لئے پلاننگ کر رکھی تھی۔ جس میں جمشید نے زیادہ اہمیت اسی کے آئیڈیاز کو دی تھی۔ گویا علینہ کے لئے زندگی خاصی سبک اور سہل تھی...... ایک روز دوپہر کے وقت اسے جمشید کا فون آیا کہ آج شام وہ دونوں گلبرگ میں اس کے بھائی

کے ہاں مدعو ہیں تاکہ ویک اینڈ پر کھانے کے علاوہ رات کو پتنگ بازی کا لطف بھی اٹھایا جا سکے۔علینہ کو پہلے تو کچھ ضروری کام یاد آئے جو اسے چھٹی کے دن کرنا تھے مگر سوچا چلو کچھ ہلا گلا رہے گا اور جمشید بھی خوش ہو جائے گا...... طے یہ ہوا کہ آج وہ آفس سے ذرا جلدی گھر چلی جائے گی جہاں سے دونوں اکٹھے گلبرگ جائیں گے...... گھر پہنچ کر علینہ تیار ہوئی اور جمشید کا انتظار کرنے لگی...... بالآخر اس نے بنک فون کیا تو علم ہوا کہ وہ تو ایک گھنٹہ پہلے سے جا چکا ہے علینہ نے سوچا شاید کچھ کھانے پینے یا پتنگ بازی کا سامان لینے کے لئے راستے میں رک گیا ہوگا...... تقریباً آدھ گھنٹے بعد فون کی بیل بجی...... کوئی اجنبی لائن پر تھا اور بتا رہا تھا کہ جمشید کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور وہ سروسز ہسپتال میں ہے، آپ جلدی پہنچ جائیں...... علینہ بے حد پریشان ہوگئی اور بھاگم بھاگ آیتیں، درود پڑھتی جمشید کی زندگی کی دعائیں مانگتی ہسپتال پہنچی...... کوریڈور میں اسے سٹریچر پر ایک سفید چادر میں ڈھکا ہوا وجود نظر آیا...... مگر وہ اسے نظرانداز کرتی ہوئی ڈاکٹر تک پہنچی...... اپنا تعارف کروایا اور جمشید کے بارے میں پوچھا تو ڈاکٹر نے کہا ”سوری مسز جمشید...... ہم نے آپ کے شوہر کو بچانے کی بہت کوشش کی مگر خدا کی یہی مرضی تھی...... آپ اپنے والدین یا کسی عزیز کو بلوا لیں تاکہ ڈیڈ باڈی پوسٹمارٹم کے بعد آپ کے حوالے کی جا سکے...... وارڈ بوائے علینہ کو لے کر کوریڈور تک گیا جہاں خون میں لت پت جمشید کو مردہ حالت میں چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔وارڈ بوائے نے چہرے سے کپڑا ہٹایا جس پر خون کی دھاریاں اور مٹی کے ذرّات جم چکے تھے۔ علینہ نے تو کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہر دم مستعد اور ہشاش بشاش رہنے والا زندہ دل جمشید اتنی جلدی اسے تنہا چھوڑ جائے گا...... فون کر کے اس نے جمشید کے بھائی کو اطلاع دی...... وہ پہنچا تو اس نے بتایا کہ آفس سے نکلنے سے پہلے جمشید نے فون کر کے اس

سے کہا تھا کہ کام زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ کچھ لیٹ بنک سے نکل رہا ہے۔ مگر وہ جلدی پہنچ جائے گا۔ یقیناً یہ حادثہ تیز رفتاری کے باعث پیش آیا تھا، کیونکہ وہ جلدی جلدی اس تقریب میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ جو اس کے بھائی نے ویک اینڈ پر پتنگ بازی، گانے اور رات کے پرتکلف کھانے کی صورت میں اپنے گھر پر ارینج کی تھی۔

علینہ کی تو دنیا ہی اجڑ گئی...... ایک مشرقی لڑکی کے لئے اس کے شوہر کی ذات ہی خوشیوں کا سب سے بڑا منبع ہوتی ہے...... کیا ایک اچھے شوہر کا مل جانا ہی خوش قسمتی کی بات نہیں ہوتی......؟ کیا اس کے بعد بھی اسے کسی اور خوش قسمتی کی ضرورت تھی؟ ایسے کئی سوال آج تک اس کے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ اس کا گھر اجڑ چکا ہے...... وہ دو سالوں سے ہر پتنگ باز کو دیکھ کر دہل سی جاتی ہے کہ کہیں اس کی بیوی بھی اسی انجام سے دوچار نہ ہو جائے۔ جہاں جشن بہاراں، خزاں جیسا ویران دکھائی دیتا ہے......!!!

جشن بہاراں کتنے گھروں میں موت کی ویرانیاں اتار دیتا ہے...... کتنی ستارہ آنکھوں سے خواب چھین لیتا ہے اور کتنی زندگیوں سے بہاریں نوچ کر عمر بھر کی خزائیں ان کے مقدر میں لکھ دیتا ہے۔ اس کا اندازہ مشکل نہیں کہ ہر روز کے اخبارات میں تواتر سے ایسی خبریں چھپتی رہتی ہیں۔

تین چار ماہ پہلے حکومت نے اس جان لیوا کھیل (پتنگ بازی) پر پابندی لگائی تو عوام الناس نے سکھ کا سانس لیا کہ اب خونی واقعات کے ساتھ ساتھ بجلی کی ٹرپنگ اور پانی کی بندش سے بھی نجات مل گئی تھی ...... مگر گزشتہ دنوں جب حکومت نے ۲۰ جنوری سے ۲۰ فروری ۲۰۰۴ء تک پتنگ بازی سے پابندی اٹھانے کا اعلان کیا تو اکثر حلقوں اور بالخصوص خواتین نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے خدشات

دہرائے کہ اب کے بار موسم سرما کے رخصت ہونے اور سرسوں کے پھول کھل اٹھنے پر منائی جانے والی خوشیاں کہیں ان کی زندگی میں غموں کے طوفان نہ بھر دیں......اور یہ خدشات کچھ غلط بھی نہیں صرف گزشتہ تین سالوں کے ''جشن بہاراں،، کے دوران ہونے والے کچھ اور دلخراش واقعات کی تفصیل یوں ہے جن سے عورتوں کی گودیں اجڑیں، گھر ویران ہوئے اور عمر بھر کے آنسو ان کا مقدر بن گئے۔

ایک اندازے کے مطابق ۲۰۰۰ء میں صرف بسنت کے دن اور رات میں ۱۰۰ سے زائد افراد چھتوں سے گر کر یا گاڑیوں سے ٹکرا کر زخمی ہوئے اور ہسپتالوں میں پہنچ گئے۔ جبکہ نارنگ منڈی کے رفیق رحمانی کا بچہ عین اپنی تیسری سالگرہ کے موقع پر بسنت مناتے ہوئے مکان کی چھت پر سے ابلتے ہوئے پانی کی کڑاہی میں گر کر جاں بحق ہو گیا جس سے خوشیوں بھرا گھرانہ آن کی آن میں ماتم کدہ بن گیا۔ والدین پر سکتہ طاری ہو گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ تین سالہ بچے کی سالگرہ منانے کے لئے مہمانوں کی آمد جاری تھی اور تواضع کے لئے کھانے تیار کیے جا رہے تھے، گھر جھنڈیوں اور غباروں سے سجا تھا۔ بچے کے لیے سالگرہ کا خصوصی لباس تیار کروایا جا رہا تھا کہ وہ چھت سے کڑاہی میں گر گیا......اسے تشویشناک حالت میں ہسپتال لے جایا جا رہا تھا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا...... پھر غمزدہ ماں جب دیوانگی کے عالم میں مردہ بچے کا ہاتھ پکڑ کر سالگرہ کا کیک کاٹنے لگی تو کوئی بھی اپنے آنسو ضبط نہ کر سکا۔

۲۰۰۱ء میں بلال گنج لاہور کے رہائشی ۱۱ سالہ چاند اور داتا نگر کے ۱۰ سالہ توقیر کو کٹی پتنگ لوٹتے ہوئے شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا گیا مگر وہ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے۔ ان کی بہنیں مائیں آج بھی ان کی تصویریں ہاتھ میں پکڑ کر روتی ہیں کہ ہر بسنت اور آسمان پر اڑتی ہر پتنگ دیکھ کر ان کے زخم ہرے ہو جاتے ہیں۔ اسی

سال بسنت کے روز کریم پارک لاہور کی ۵ سالہ بچی فروا نوید، مصری شاہ لاہور کا ۱۵ سالہ ظہیر عباس، لال حویلی کا ۱۷ سالہ محسن اور وسن پورہ لاہور کا ۱۴ سالہ عبدالمجید چھت پر پتنگ بازی کے دوران کرنٹ لگنے سے ہلاک ہوئے جبکہ ۳۰ سالہ عبدل شاہ اندھی گولی کا نشانہ بن گیا۔

۲۰۰۲ء میں سکیم موڑ لاہور کا ۱۶ سالہ لڑکا جاوید پتنگ بازی کرتے ہوئے دھاتی ڈور بجلی کے تاروں کو چھو جانے کے بعد کرنٹ لگنے سے جھلس گیا اور فیصل ٹاؤن کا نوجوان ندیم چھت سے نیچے آتے ہوئے سیڑھیوں سے پھسل کر ہلاک ہو گیا۔ شام نگر ساندہ کا ایک طالب علم چھت کی منڈیر سے پاؤں پھسل جانے سے صحن میں گرا اور دم توڑ گیا جبکہ شاہدرہ کا عدنان پتنگ بازی کے دوران ہمسایہ کی فائرنگ کی زد میں آ گیا۔

۲۰۰۳ء میں صوبائی دارالحکومت میں ۱۰ جانیں بسنت کی نذر ہوئیں جبکہ ۳۰۰ سے زائد افراد زخمی ہوکر اور اندھی گولیوں کا نشانہ بن کر ہسپتالوں میں پہنچے۔ ساندہ کا افضل پتنگ لوٹتے ہوئے چھت سے پھسل کر گرا، مصری شاہ کا عقیل احمد اور رائے ونڈ کا خالد چھت سے گر کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ شاہدرہ میں جی ٹی روڈ پر پتنگ لوٹتے ہوئے ادھیڑ عمر شخص ٹرک تلے آ کر ہلاک ہو گیا، جبکہ قلعہ لچھمن سنگھ میں ۱۲ سالہ لڑکا امام دھاتی ڈور والی پتنگ پکڑتے ہوئے کرنٹ لگنے سے لقمہ اجل بن گیا، وسن پورہ کا نوجوان ناصر احمد بھی پتنگ لوٹنے کی کوشش میں چھت سے گر کر جبکہ شفیق آباد کا ۲۰ سالہ عمران دھاتی ڈور والی پتنگ پکڑتے ہوئے کرنٹ لگنے سے چل بسا۔ داروغہ والا کا بچہ احسن پتنگ لوٹتے ہوئے بس تلے کچلا گیا، جبکہ مانگا منڈی کا وارث اس کوشش میں ٹریکٹر تلے آ کر ہلاک ہو گیا۔ بسنت کی تقریب میں شرکت کے لئے جانے والا نوجوان تیمور مال روڈ پر ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہو گیا جبکہ ٹاؤن شپ لاہور میں بسنت نائٹ

پر آگ لگنے سے جھلس کر ہلاک ہونے والے دو بچے حبیب اور دانش دم توڑ گئے۔

پتنگ بازی چونکہ پابندی سے پہلے بسنت کے بعد بھی جاری رہتی جس سے پتنگ بازوں کے علاوہ عام شہریوں کی زندگیاں بھی محفوظ نہیں تھیں۔ بالخصوص موٹر سائیکل، سکوٹر اور سائیکل سوار کے اہل خانہ کسی بھی وقت المیے سے دوچار ہو جاتے۔ جولائی ۲۰۰۳ء میں اکیڈمی سے موٹر سائیکل پر گھر واپس جانے والا ۱۴ سالہ طالب علم حسنین کی گردن پر کٹی پتنگ کی ڈور پھرنے جانے سے اس کی شہ رگ کٹ گئی۔ اس سے پہلے کہ کوئی مدد کو آتا وہ کلمہ چوک کے قریب جان جان آفریں کے سپرد کر چکا تھا...... لاش گھر پہنچی تو کہرام مچ گیا...... وہ میٹرک کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا اور ماں بہنیں جنہوں نے اس کے تابناک مستقبل کے حوالے سے کئی خواب دیکھ رکھے تھے۔ اس کی کتابیں ہاتھ میں لئے بے بسی سے آنسو بہاتی رہیں۔ جوان بیٹوں کے لاشے وصول کرنا آسان نہیں ہوتا ادھیڑ عمر ماں لاش سے لپٹ کر دیر تک روتی رہی۔

جولائی ۲۰۰۳ء کے صرف ایک ہفتے میں تین افراد قاتل ڈور کا شکار ہوئے۔ دھوبی گھاٹ لاہور کا ۲۲ سالہ حافظِ قرآن سعید علی بھی قاتل ڈور کا شکار ہوا۔ وہ ٹائروں کی پرائیوٹ کمپنی میں کام کرتا تھا، حالات کی تنگی کی وجہ سے وہ صبح کے وقت اخبار فروشی کا کام کرتا۔ روزانہ صبح سویرے اخبار مارکیٹ کے لئے نکل جاتا اور اخبارات فروخت کرنے کے بعد گھر لوٹتا۔ ایک روز وہ لیٹ ہو گیا اور اپنے بھائی کی موٹر سائیکل پر اخبار مارکیٹ کے لئے روانہ ہوا۔ جب وہ لکشمی چوک کے قریب پہنچا تو اسے کٹی پتنگ کی ڈور نے آلیا...... صبح کے ملگجے اندھیرے میں اردگرد افراد بھی کم تھے...... سو اس نے وہیں تڑپ تڑپ کر جان دے دی...... گھر پر نعش پہنچی تو صف ماتم بچھ گئی...... ماں کی حالت کیا ہوئی ہوگی یہ سمجھنا مشکل نہیں......!

چائنہ سکیم لاہور کا ۵۵ سالہ ناصر بھی جولائی ۲۰۰۳ء میں ہی قاتل ڈور کی بھینٹ چڑھا۔کوریئر سروس میں ملازم ناصر رات کی ڈیوٹی کرنے کے بعد موٹر سائیکل پر گڑھی شاہو پل سے گزر رہا تھا کہ ڈور گلے میں پھر گئی۔شہ رگ سے خون کا فوارہ اچھلا، پھر سڑک پر تیزی سے بہنے لگا اور......!!

گزشتہ سال عید میلاد النبی ﷺ کے روز مکھن پورا کا رہائشی مبین شاہد اپنی اہلیہ اور تین سالہ بیٹے فہیم کے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار ہو کر سسرال جا رہا تھا کہ اچانک مزنگ کے قریب فہیم خون میں لت پت ہو گیا دونوں میاں بیوی وحشت سے چیخ وپکار کرنے لگے تو علم ہوا کہ ڈور بچے کی شہ رگ کاٹ چکی ہے۔چند لمحوں کے اندر اندر فہیم نے باپ کی گود میں تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو فیکٹری ایریا چونگی امر سدھو کا ۱۰ سالہ پتنگ باز محمد زاہد تیسری منزل سے قلابازیاں کھاتا ہوا زمین پر آ رہا اور اپنے بازو اور ٹانگیں تڑوا بیٹھا۔جنوری میں ہی فائرنگ، آتش بازی، ہلڑ بازی، لڑائی جھگڑے اور چھتوں سے گر کر ۹ شہری ہسپتال پہنچ گئے جن میں لوئر مال کا ۲۲ سالہ ثاقب، شاد باغ کا ۱۵ سالہ سہیل اور گوالمنڈی کا ۱۶ امجد شامل ہیں۔

قاتل ڈور سے شہ رگ کٹنے کے واقعات کے تسلسل نے جہاں معصوم اور زندگی سے محبت کرنے والے شہریوں کو موت کے اندھیروں میں دھکیل دیا، وہاں صرف ۲۰۰۱ء میں لیسکو ترجمان کے مطابق بسنت کی رات ۱۶ بڑی ٹرپنگ (۲۰ منٹ سے زائد) اور ۴۴۹ چھوٹی ٹرپنگ (۲۰ منٹ سے کم) ریکارڈ کی گئی......بجلی کی بار بار ٹرپنگ سے جہاں عام شہریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔وہاں لائن مینوں پر کام کا بوجھ بھی بڑھ جاتا ہے۔گزشتہ برس قربان حسین لائن مین شملہ پہاڑی سب ڈویژن نے ایسی ہی

ڈیوٹی ادا کرتے ہوئے جان دے دی۔اس کے دو بچے قران مجید حفظ کر رہے تھے۔ قلعہ محمدی سب ڈویژن کے لائن مین یاسر عرفات کا پورا جسم فرض کی انجام دہی کے دوران بجلی کا شاک لگنے کی وجہ سے معذور ہو گیا......کیا ایسے کارکنوں کی جان اور صحت واپس آ سکتی ہے......کہ ان کے اہل خانہ کے لئے زندگی ایک جبر مسلسل بن کر رہ گئی ہے۔

جان لیوا کھیل پتنگ بازی کو ''جشن بہاراں'' کہہ کر اس کے حق میں جتنی بھی دلیلیں دی جائیں خوبصورت ، فیشن ایبل عورتیں اور مرد اسے جتنا بھی بے ضرر اور صرف خوشگوار موسم کو خوش آمدید کہنے کا ایک ذریعہ قرار دیں۔یہ حقیقت ہے کہ اس موقع پر بھی ہونے والی پتنگ بازی، موسیقی کی محفلیں، بھنگڑے، ناچ گانے، دھما چکڑی، شور شرابہ، تیز میوزک اور خواتین پر فقرے بازی کسی بھی طرح درست قرار نہیں دی جا سکتی......اس سے ملک کی سماجی وثقافتی اقدار کی بے حرمتی ہوتی ہے، نوجوان نسل عیش وعشرت اور ہلے گلے کی عادی ہو جاتی ہے۔چند ماڈرن عورتوں کے علاوہ عام عورت شور شرابے، بجلی کی بار بار ٹرپنگ اور اوباش نوجوانوں کی فقرے بازی کے ہاتھوں ذہنی اذیت کا شکار رہوتی ہے۔مکانوں کی چھتوں پر اخلاقی اقدار کو پامال کرتے قوم کے نوجوانوں کا لچر پن حد سے بڑھ جاتا ہے جبکہ بہت سی معصوم عورتوں اور بچوں کو باپ بھائی بیٹے اور شوہر کی موت یا معذوری کی صورت میں حادثات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا قوم کے نوجوانوں کی توجہ عیش پرستی اور میلوں ٹھیلوں کی بجائے ایسی ہی پر کشش ترغیبات دے کر محنت، ترقی کی لگن اور علم کے حصول کی جانب مبذول نہیں کروائی جاسکتی......تاکہ گھروں میں آٹے کے خالی کنستر اور بجھتے چولہوں کے باعث خودکشیوں کی تعداد میں کمی ہو سکے......؟ کیا آج کی مائیں اسی لئے بیٹوں کو جنم دے رہی ہیں کہ وہ ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کی بجائے ''جشن بہاراں'' کا

ایندھن بن سکیں......؟؟

3 اسلامی اقدار کی پامالی

بسنت کے ناجائز ہونے کا ایک سبب اس کی وجہ سے اسلامی اقدار کی سرعام پامالی ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور وہ اپنے پیروکاروں کو اخلاقی، تہذیبی اور مذہبی اقدار کا پابند بناتا ہے لیکن بسنت ایسا کھیل ہے۔ جس میں اسلامی اقدار کی سرعام دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ اس کھیل کے ذریعے مسلم معاشرے میں جنسی انارکی اور اباحیت کو فروغ دیا جارہا ہے۔

محترم جناب محمد عطاء اللہ صدیقی صاحب نے سچ کہا کہ

''جب بسنت کے موقع پر ہر دوسرے گھر سے فحش گانوں کی صدائیں بلند ہورہی ہوں اور بسنت نائٹ کے موقع پر ملک کا نودولتیا طبقہ طوائفوں کی خدمات حاصل کر کے طوفان بدتمیزی بھی پیدا کررہا ہو تو ڈر لگتا ہے کہ نہ جانے کب اللہ کے عذاب کا سنگین کوڑا، اس امت پر برس پڑے جو عاد وثمود اور قوم لوط پر برسا تھا۔

(بسنت اسلامی ثقافت اور پاکستان ص۱۰۴)

یاد رکھیے جو لوگ اس بے حیائی کو فروغ دینے میں کسی طرح کا بھی تعاون کرتے ہیں ان کے لئے اعلان ربانی ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

(٢٤ النور:١٩)

''بے شک جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں فحش باتیں پھیلیں

ان کے لئے دنیا اور آخرت (دونوں) میں تکلیف کا عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔"

4 معاشی نقصان

بسنت کے ناجائز ہونے کا چوتھا سبب اس کی وجہ سے ہونے والا معاشی نقصان ہے۔ اگر قومی اخبار میں وقتاً فوقتاً چھپنے والے اس مالی نقصان کا اندازہ لگایا جائے جو پتنگ بازی کی وجہ سے واپڈا تنصیبات اور عام شہریوں کی املاک کو پہنچا ہے تو یہ خسارہ اربوں تک جا پہنچتا ہے۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

سارا دن پتنگ بازی، پابندی ٹھس، انتظامیہ ناکام

پتنگ بازی کی وجہ سے بجلی کی سارا دن آنکھ مچولی، شہریوں اور واپڈا کو لاکھوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ لاہور صوبائی دارالحکومت میں پابندی کے باوجود اتوار کے روز بھی رات گئے تک پتنگ بازی کا سلسلہ جاری رہا اور لاہور پولیس اسے روکنے میں مکمل طور پر ناکام رہی، آسمان پر جگہ جگہ رنگ برنگی پتنگیں اڑتی نظر آئیں۔ پولیس کی بھاری نفری امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر سڑکوں پر موجود رہی اور مظاہرین کے پیچھے بھاگتی یا ناکوں پر بیٹھی رہی جبکہ لاہوریوں نے پتنگ بازی پر پابندی ہوا میں اڑا دی جس کی وجہ سے بار بار بجلی جاتی اور آتی رہی۔ (روزنامہ مقابلہ، ۲۰ فروری ۲۰۰۶ء)

لاہور پتنگ بازی سے 8 دنوں میں 21 ٹرانسفارمر تباہ ہوئے

ایک ہفتے میں لیسکو کو 40 کروڑ 80 لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ سینکڑوں ٹرانسفارمر جزوی خراب ہوئے۔ گزشتہ تین برس میں 3 ارب کا نقصان پتنگ بازی سے ہوا۔

روزانہ اوسطاً ہزار بار ٹرپنگ ہوتی ہے پہلے صرف 11 ہزار کے وی کی لائن ٹرپنگ کرتی تھی اب 32 ہزار کے وی کی ٹرپنگ معمول بن گیا ہے۔ دس دنوں میں 21 ٹرانسفارمر مکمل تباہ اور سینکڑوں کو جزوی طور پر نقصان پہنچا۔ تین برس میں واپڈا کو 3 ارب سے زائد کا نقصان پہنچا۔ یہ تفصیلات لاہور الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کے ترجمان میجر اورنگزیب نے غزوہ کے ساتھ ایک انٹرویو میں بتائیں۔ ترجمان کے مطابق 20 فروری کو بسنت پر پابندی عارضی طور پر ختم ہوئی اس وقت سے 7 مارچ تک 8 دنوں میں لاہور میں 21 ٹرانسفارمر مکمل طور پر تباہ ہوئے جبکہ سینکڑوں کو جزوی طور پر نقصان پہنچا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ تین برس کے دوران پتنگ بازی سے 10 ہزار کو مجموعی طور پر 3 ارب روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ 3 اور 4 مارچ کے دو دنوں میں لیسکو کو 39 کروڑ سے زائد کا نقصان اٹھانا پڑا جبکہ اس سے پہلے ایک کروڑ اسی لاکھ روپے کا نقصان پابندی اٹھنے کے بعد ہو چکا تھا اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ روزانہ ہزار سے زیادہ مرتبہ ٹرپنگ ہو رہی ہے جس سے عوام الناس کے بہت زیادہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ ترجمان کے مطابق پہلے صرف 11 کے وی سپلائی لائن کی ٹرپنگ ہوتی تھی جبکہ اب 32 کے وی کی ٹرپنگ معمول بن گئی ہے جس سے درجنوں فیڈز بند ہو جاتے ہیں اور شہریوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ گرڈ اسٹیشنوں کی اپ گریڈیشن کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید بتایا کہ 20 کروڑ روپے کی لاگت سے 6 گرڈ اسٹیشنوں کی اپ گریڈیشن کی جا رہی ہے 38 گرڈ اسٹیشنوں پر جال لگانے کا کام بھی جاری ہے جب ان سے بسنت کی وجہ سے نقصان اور اس کے سد باب کے بارے میں پوچھا گیا تو میجر اورنگزیب نے بتایا کہ سٹاف کی چھٹیاں منسوخ کر دی گئی ہیں اور چھاپہ مار ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں تا کہ کسی ایمرجنسی سے نمٹا جا سکے اس کے علاوہ ترجمان

نے بتایا کہ ایک لاکھ کے قریب پمفلٹ تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ شہر میں جگہ جگہ بینر بھی لگائے گئے ہیں جن میں بسنت کے نقصانات کے بارے میں آگاہ کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ ہم نماز پڑھ کر لوگوں کی ہدایت کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں۔

(ہفت روزہ غزوہ، ۱۰ تا ۱۶ مارچ ۲۰۰۶ء)

غور فرمائیں صرف ایک دن میں لاکھوں کا نقصان ہوا جب کہ یہ خاص بسنتی دن بھی نہیں تھا تو پورے سال کے نقصان کا اندازہ لگانے میں شاید کوئی مشکل باقی نہیں رہے۔

اگر ہم گزشتہ سالوں میں بسنت کی وجہ سے ہونے والے معاشی نقصان کا اندازہ لگائیں تو فقط واپڈا کو ہی اربوں کا بھاری مالی نقصان برداشت کرنا پڑا، بار بار لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے دیگر شعبوں کا نقصان الگ ہے۔

روزنامہ مقابلہ کی ہی ایک خبر کے مطابق بروز اتوار ۲۳ فروری ۲۰۰۵ لاہور میں منی بسنت منائی گئی۔ مانجھا لگی ڈور، دھاتی تار اور تندی کا آزادانہ استعمال کیا گیا جس کی وجہ سے شہر کے مختلف گرڈ اسٹیشنوں کے ۴۵ فیڈر بند ہو گئے۔ اور ۱۵۰۰ مرتبہ ٹرپنگ ہوئی۔ مختلف گھروں میں بجلی کی بار بار بندش سے ہزاروں الیکٹرونکس آلات جل گئے۔

(روزنامہ مقابلہ ۲۸ فروری ۲۰۰۶)

یہ معاشی نقصان کس طرح بھی جائز نہیں اس تناظر میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ بسنت ہر لحاظ سے نقصان ہی نقصان ہے لہذا اس پر مستقل پابندی ہونی چاہیے۔ قومی اداروں اور عوام الناس کے ذاتی مال واسباب کو برباد کرنے والے اس دن کف افسوس ملیں گے جب انصاف کا ترازو قائم ہوگا اور لوگوں کا مالی خسارہ پورا کرنے کے لئے بسنتی عاشقوں کے پاس دنیا کا مال و دولت نہیں ہوگا بلکہ نیکیاں چھیننے

اور حق داروں کے گناہوں کا بوجھ ان پر لادنے سے حساب وکتاب میں توازن پیدا کیا جائے گا۔

5 عوام الناس کے لئے ناقابل برداشت اذیت

بسنت اس لحاظ سے بھی جائز نہیں کہ یہ کھیل عام لوگوں کے لئے انتہائی اذیت کا سبب اور کئی لحاظ سے ان کے لئے تکلیف کا باعث ہے۔ کہیں پر گولیوں کی تڑ تڑاہٹ لوگوں کا سکون برباد کرتی ہے تو کہیں دھاتی تار بجلی کی تاروں سے ٹکرانے سے ٹرانسفارمر کے ناقابل برداشت دھماکے سننے کو ملتے ہیں، ادھر کسی ماں کا لخت جگر چھت سے گر کر ہلاک ہوتا ہے تو ادھر پتنگ پکڑتا معصوم کسی گاڑی کے پہیوں تلے کچلا جاتا ہے جس سے بہنوں کی دینا اندھیر ہو جاتی ہے، کہیں پھول جیسی ماہ نور کی گردن کٹتی ہے تو کہیں ولید کی شہ رگ قاتل ڈور سے زخمی ہو کر ہسپتال میں اس کی موت کا سبب بنتی ہے۔ اگر رات کو ''بوکاٹا'' کا منحوس شور لوگوں کے آرام وسکون کو غارت کرتا ہے تو دن کے وقت بے شمار لڑائیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ بسنت میں شریک ہر فرد، دوسرے کی تذلیل، اس کو نیچا دکھانے، تہذیب واخلاق کی تمام حدود کو توڑنے اور اس کی عزت پر رقیق حملے کرنے کے لئے چھت پر آ چکا ہے۔

ایسے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کا مندرجہ ذیل فرامین سامنے رکھنے چاہییں۔

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

(صحيح بخاری كتاب الايمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. ١٠)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں۔ اور فرمایا!

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ"

(صحيح بخاری کتاب الإدب ، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یوذجارہ. ٦٠١٨)

"جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے" اور فرمایا!

"جبرئیل مجھے ہمسایہ سے حسن سلوک کے بارے میں اتنی وصیت کرتے رہے کہ میں نے خیال کیا کہ شاید وہ اسے وارث قرار دے دیں گے۔

(صحیح بخاری ، کتاب الادب باب اوضاءۃ بالجار:٦٠١٤)

اور فرمایا!

"اللہ کی قسم! تم میں سے وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا (تین دفعہ کہا، لوگوں نے عرض کیا کون یارسول اللہ ﷺ، فرمایا! جس کا ہمسایہ اس کی شراتوں سے محفوظ نہیں رہتا"

(صحیح بخاری کتاب الادب، باب اثم من لا یأمن جارہ بوائقہ.٦٠١٦)

قرآن مجید میں پروردگار عالم نے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کو اپنی عبادت کے ساتھ ایک ہی آیت کریمہ میں ذکر فرمایا! گویا کہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے کام لینا، اس کے آرام کا خیال رکھنا انتہائی اعلیٰ اور اہم کاموں میں سے ہے۔ فرمان الٰہی کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک مت بناؤ اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو۔ (نیکی کرو) اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں، اور ہمسائے قریبی (رشتہ دار) اور ہمسائے اجنبی (غیر رشتہ دار) اور پاس بیٹھنے والے (دوست) اور مسافر، اور لونڈی وغلام ہے،

بے شک اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی بگھارنے والا ہے۔" (٤/ النساء:٣٦)

کتب احادیث میں مذکور دو مختلف عورتوں کا قصہ بھی اس موقع پر قابل توجہ ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں عورت (نفلی) نماز پڑھنے، نفلی روزے رکھنے اور صدقہ وخیرات کرنے میں بہت مشہور ہے لیکن اپنے ہمسایوں کو زبان سے تکلیف دیتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! یہ عورت جہنمی ہے۔ اس نے دوبارہ عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں عورت کے (نفلی) روزے (نفلی) صدقات، (نفلی) نمازیں تھوڑی ہیں اور صدقہ بھی پنیر کے چند ٹکڑے ہی کرتی ہے مگر اپنے ہمسایوں کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عورت جنتی ہے۔

(مسند احمد، کتاب المسند المدنین باب مسند ابوھریرہ)

روز نامہ مقابلہ کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں کہ اتوار کے روز اس اذیت ناک کھیل کی وجہ سے بجلی اور پانی کی بندش رہی نہ جانے کتنے لوگوں کو اس کربناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بسنت منانے والوں کے ہاتھوں ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا رہے۔

منی بسنت گولیوں کی تڑتڑاہٹ بوکاٹا 45 فیڈر بند، 1500 مرتبہ ٹرپنگ

پتنگ بازوں نے بلاخوف وخطر مانجھا لگی ڈور، دھاتی تار اور تندی کا استعمال کیا۔ کوئی نہ پکڑا گیا صبح سویرے ہی آسمان رنگ برنگیں پتنگوں سے سج گیا، ہر طرف

سے بو کاٹا کے نعرے، بجلی کی بندش سے الیکٹرونکس آلات جل گئے۔ لاہور گزشتہ روز منی بسنت منائی گئی دوپہر تک موسم پتنگ بازی کے لیے بہتر رہا تاہم شام کو تیز ہواؤں کی وجہ سے پتنگ بازی کم اور ہوائی فائرنگ زیادہ ہوئی اور شہر گولیوں کی تڑ تڑاہٹ سے گونجتا رہا۔ حکومتی پابندی کے باوجود مانجھا لگی اور دھاتی تار اور تندی سے پتنگ بازی کا سلسلہ جاری رہا جس سے شہر کے کئی علاقوں میں کئی گھنٹے بجلی بند رہی۔ بجلی کے ساتھ ہی پانی بھی بند ہو گیا۔ جس سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ گڈی ڈور کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا۔ اب تک 2200 پتنگ بازوں اور دکانداروں نے رجسٹریشن کرالی ہے جبکہ بسنت کے لیے اندرون شہر اور دیگر علاقوں میں چھتوں کی بکنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ دریں اثنا سپریم کورٹ کی جانب سے پتنگ بازی پر سے 15 روز کے لیے پابندی اٹھانے کے بعد گزشتہ روز لاہور کی فضائیں بو کاٹا کے نعروں سے گونجتی رہیں۔ جبکہ بجلی کی آمدورفت کا سلسلہ بھی دن بھر جاری رہا برق روکی اچانک معطل کے باعث لاکھوں روپے کے الیکٹرونکس آلات جل کر تباہ ہو گئے۔ تفصیل کے مطابق سپریم کورٹ کی جانب سے پابندی لگائے جانے کے بعد حکومت کی درخواست پر 24 فروری سے 10 مارچ تک 15 روز کے لیے جشنِ بہاراں اور بسنت منانے کے لیے یہ پابندی اٹھالی گئی۔ گزشتہ روز اتوار کو پتنگ بازوں نے سارا دن اور اندرون شہر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ہی پتنگ بازی شروع کر دی تھی۔ جس کے بعد لاہور کی فضائیں بو کاٹا سے گونج اٹھیں اور آسمان رنگ برنگی پتنگوں سے سج گیا بعض منچلوں نے تندی اور دھاتی تار کا بھی استعمال کیا۔

(روزنامہ مقابلہ، ۲۷ فروری ۲۰۰۶ء)

پتنگ بازوں نے ہسپتالوں میں داخل مریضوں کی زندگی بھی اجیرن کردی

بجلی کی آنکھ مچولی صبح سے شام تک جاری رہتی ہے، مریض پتنگ بازوں کو بددعائیں دیتے رہتے ہیں۔لاہور پتنگ بازوں نے ہسپتالوں میں داخل مریضوں کی زندگی بھی اجیرن کرڈالی ہے۔خصوصاً شہر کے وسطی علاقے میں واقع میوہسپتال، لیڈی ایچی سن ہسپتال، لیڈی ولنگڈن ہسپتال، منشی ہسپتال میں بجلی کی آنکھ مچولی کا سلسلہ صبح سے شام تک جاری رہتا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے میوہسپتال کا مسئلہ سب سے زیادہ سنگین ہے۔ جہاں دو ہزار سے زائد مریض داخل ہوتے ہیں آپریشن تھیٹر میں بھی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔میوہسپتال میں روانہ بجلی کا غائب ہونا معمول بن گیا ہے۔بجلی دوپہر کوظہر کی نماز کے بعد رخصت ہو جاتی ہے اور رات کومغرب کی نماز کے بعد بلکہ عشاء کی نماز کے وقت اس وقت واپس آتی ہے جب سارے وارڈ اندھیرے میں ڈوبے ہوتے ہیں اندھیرے میں ڈوبے ان وارڈوں کے مریض پتنگ بازوں کو بددعائیں دیتے رہتے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت، ۲ مارچ ۲۰۰۶ء)

پتنگ بازی کی مدت میں توسیع کی درخواست، عوام خوفزدہ ہو گئے

چند دنوں کے دوران 3 جانیں گئیں، متعدد زخمی ہوئے توسیع ہوئی تو کیا حال ہوگا۔لاہور سپریم کورٹ کی طرف سے پتنگ بازی کے لیے 25 فروری سے 10 مارچ تک پابندی اٹھائی گئی تھی۔اس میں 4 دن کی توسیع کے لیے حکومت کی طرف سے

ایک نئی درخواست دائر کی گئی ہے۔ جس سے عوام مزید خوف میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ گزشتہ ایک ہفتے کے دوران پتنگ بازی سے قاتل ڈور نے 3 معصوم جانیں لیں اور متعدد افراد زخمی ہوئے اس کا علم بھی حکومت پنجاب کو ہے۔ اس کے بارے میں بار بار حکومت پنجاب کے بعض ارکان کی طرف سے ڈور بنانے والوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ایسی ڈوریں تیار نہ کریں جو جان لیوا ثابت ہوں۔ صوبائی دارالحکومت میں ہر روز نوائے وقت کے دفتر میں پتنگ بازی سے پیدا ہونے والی صورتحال کے خلاف شہر آوازیں بلند کی جاتی ہیں مگر اب حکمرانوں نے نئی درخواست دائر کر کے شہریوں کو مزید ذہنی اذیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ فیصلہ کیا ہو گا یہ بعد کی بات ہے لیکن 15 دن کے دوران اور ابھی تک جو کچھ ہوا یا ہو گا وہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ چار ماہ لوگوں نے پرسکون گزارے اب ان کی نیندیں حرام ہوئی ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت، ۲ مارچ ۲۰۰۶ء)

غور کیجیے جس کھیل کی وجہ سے ہر خاص و عام حتیٰ کہ مریض بھی اذیت میں مبتلا ہو جائیں اور اس کے ذمہ داروں کو بددعائیں دیتے رہیں اس میں خیر کا پہلو کہاں سے آیا؟ اور وہ کس طرح لوگوں کی تفریح ثابت ہوتی ہے۔

6 فضول خرچی

بسنت کا ایک یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ اس کھیل میں تفریح انتہائی کم اور فضول خرچی بہت زیادہ۔ مختلف قومی اخبارات میں شائع شدہ Reports کا اگر جائزہ لیا جائے تو ہر سال کروڑوں روپے کی پتنگیں تیار کی جاتی ہیں جن میں سے ۹۰٪ پہلی دفعہ اڑانے سے ہی ناکارہ ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ان میں سے کچھ صحیح سلامت ہاتھ

آ بھی جائیں تو دوسری دفعہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں۔ المختصر تمام پتنگیں ضائع ہی ہوتی ہیں ان سے دیگر کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا یہ فقط فضول خرچی اور اسراف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾

(۷/ الاعراف:۳۱)

(اے بنی آدم) کھاؤ، پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو حد سے تجاوز کرتے ہیں۔

اور فرمایا!

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۲۶-۲۷)

"فضول خرچی نہ کرو۔ یقیناً فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔"

مسلمان بھائیو ذرا سوچیے! اگر بسنت پر اٹھنے والے بھاری اخراجات اور کروڑوں کی شکل میں ضائع ہونے والا روپیہ غریبوں کی ترقی اور خوشحالی کے لیے صرف کیا جاتا تو جہاں فقرا آسودحال ہوتے وہاں صدقہ کرنے والے دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہوتے اور یہی پیسہ اس دن ان کے لئے نیکیوں کا پہاڑ ثابت ہوتا جس دن انسان ایک ایک نیکی کو حاصل کرنے کے لئے زمین آسمان کے خلا کے برابر سونا بھی دینے کو تیار ہوگا مگر......؟

7 باعث فساد وتحقیر

بسنت اس لیے بھی ناجائز ہے کہ اس میں ہر فرد دوسرے کو حقیر اور کم تر ثابت

کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جونہی کسی کی پتنگ کی ڈور کٹ کر گرتی ہے تو ناقابل برداشت فائرنگ ہلڑ بازی، مدمقابل کو نیچا دکھانے اور اس کی تحقیر کے لئے ''بو کاٹا'' کا منحوس شور بلند ہوتا ہے۔ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے حقارت کرے، اس کی بے عزتی کرنے کی کوشش کرے مگر اس شیطانی کھیل میں ہوائی فائرنگ اور ہلڑ بازی سے مدمقابل کی تحقیر کو اور زیادہ ہتک آمیز اور اذیت ناک بنا دیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے رسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر جانتا ہے اور سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا'' تقویٰ اس جگہ ہے۔ (عذاب الٰہی کا مستحق بنانے کے لئے) اتنی ہی برائی کافی ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے (نیز) مسلمان پر مسلمان کا خون، مال، اور عزت حرام ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصله، باب تحریم ظلم المسلم:٦٥٤١)

8 بسنتی رنگ اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہے

بسنت پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں عموماً زرد رنگ کے کپڑے پہن کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ یہ غیر مسلموں کا مذہبی رنگ ہے۔ یہ رنگ جہاں عیسائیوں کے ہاں مقدس ہے وہاں ہندو بھی اسے مذہبی نشان ہی سمجھتے ہیں اسی لئے تو ہندوؤں کے مذہبی تہوار بسنت پر اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسی زرد رنگ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کچھ اس طرح حکم دیا ہے۔

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ﴾

(۲/ البقرۃ:۱۳۸)

''(مسلمانوں کہو) اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے اور ہم اسی کی پوجا کرتے ہیں۔''

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے مذہب عیسائیت کے لیے ایک زرد رنگ کا پانی مقرر کر رکھا تھا۔ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا یا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہوتا تو اسے اس پانی سے غسل دیتے اور کہتے کہ یہ اب پاک اور صحیح معنوں میں عیسائی ہوا ہے۔ اس رسم کا نام انہوں نے ''معمودیہ'' رکھا ہوا تھا۔ اس آیتِ کریمہ میں اللہ کے رنگ سے مراد ''دین اسلام'' کا رنگ ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عیسائیوں کے مذہبی رنگ جو کہ زرد ہے سے بچ کر اسلامی رنگ اپنانے کا حکم دے رہے ہیں۔ مگر بسنت منانے والوں کو اس سے کیا غرض؟ بدقسمتی تو یہ ہے کہ یہی زرد رنگ عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں میں بھی مقبول ہے۔ پنجاب کے کئی علاقوں میں منگنی اور دن طے کرنے کی رسم میں لڑکے کے عزیز و اقارب کو اس رنگ سے رنگا جاتا ہے۔ ان کے کپڑوں کو زرد رنگ سے رنگنا معروف رسم ہے۔

ہندو ہولی کی رسم میں بھی اسی زرد رنگ کا استعمال کرتے ہیں۔

واہ رے مسلمان، تجھے دین اسلام کا رنگ اچھا نہیں لگتا۔ ہمارا نام نہاد تہذیب یافتہ طبقہ بسنت پر اسی غیر اسلامی مذہبی رنگ کو زیب تن کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو زرد رنگ کے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا! اس قسم کے کپڑے کفار کے ہوتے ہیں یہ نہ پہنا کرو۔'' (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة. باب ماجاء فی النھی من لبس الرجل الثوب المعصفر: ۱٦٤٧)

9 توہین رسالت کا غم اور بسنتی مسلمان

اس سال یعنی ۲۰۰۶ء کو بسنت کی قاتل خوشیاں نہ منانے کی ایک وجہ توہین رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت ہے۔ مسلمان کو نبی کریم ﷺ سے سچی محبت ہے وہ توہین آمیز خاکے شائع ہونے پر انتہائی رنجیدہ خاطر ہے اسے کوئی خوشی اچھی نہیں لگتی، اس موقع پر بعض خیر خواہوں کی طرف سے شائع شدہ اشتہار کا ایک ایک لفظ قابل تحسین ہے۔

بے حسی اور بے حمیتی کی انتہا!

اس وقت جبکہ عالمی اسلام دشمن طاقتیں توہین رسالت کے گھٹیا ہتھکنڈوں کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں کی تذلیل وتوہین پر تلی ہوئی ہیں، مسلمانوں کے دل بری طرح زخمی اور دینی جذبات شدید طور پر مجروح ہیں اور پوری دنیا میں مسلمان احتجاجی مظاہروں کے ذریعے اپنے رنج وغم کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان حالات میں ہندووانہ تہوار بسنت کو رنگا رنگ انداز میں منانے کی خاطر پتنگ بازی کی اجازت میں مزید پانچ دن کی توسیع ابلیس اور اس کے پیروکاروں کو خوش کرنے اور روحِ محمد ﷺ وغلامان مصطفیٰ ﷺ کو تڑپانے کے مترادف ہوگی۔

ہمارے درخواست ہے کہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے سے گریز کیا جائے اور بسنت منانے کی بجائے اجتماعی توبہ اور اللہ کے ساتھ عہدِ وفا کی تجدید کا دن منانے کا اعلان کیا جائے تاکہ اللہ کی رحمت اور نصرت ہمارے شامل حال ہو جائے اور ہم اس کی مدد سے اسلام دشمن طاقتوں اور ان کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکیں۔

(روزنامہ نوائے وقت، ۳ مارچ ۲۰۰۶ء)

اس تناظر میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ بسنت ۲۰۰۶ء کی خوشیوں میں شریک ہونے والا محبِّ رسول ﷺ نہیں بلکہ دشمنِ رسول ﷺ ہے جسے آپ ﷺ کی توہین کا ذرہ بھر بھی افسوس نہیں ہے۔

بسنت کے حق میں دلائل کا مختصر جائزہ

ہم آیندہ چند سطور میں بسنت کے حق میں دلائل کا مختصر تجزیہ پیش کرنا چاہیں گے۔

① کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ بسنت موسم بہار کی آمد میں خوشی کا اظہار ہے لوگ اگر موسم بہار کو خوش آمدید کہنے کے لئے پتنگیں اڑاتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ یہ بات حقیقت سے کوسوں دور ہے اور بنیادی طور پر یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ بسنت فقط موسم بہار کو خوش آمدید کہنے کا ذریعہ ہے۔ آپ اس حقیقت کی ابتدا اور حرام ہونے کی وجوہات کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ فرض محال اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے تو پھر بھی کئی پہلوؤں سے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(الف) عموماً بسنت فروری کے شروع میں منائی جاتی ہے جو کہ موسم سرما ہی کے دن ہیں موسم بہار کہیں مارچ میں جا کر شروع ہوتا ہے۔ گویا کہ بسنت موسم کی تبدیلی پر نہیں بلکہ گستاخ رسول ﷺ ''حقیقت رائے'' کی موت سے ہی منسوب ہے کیونکہ اسے فروری میں پھانسی کے پھندے پر لٹکایا گیا تھا۔

(ب) جو تفریح چند دنوں میں درجنوں افراد کی جان لے لے اور سینکڑوں کو زخمی کر دے خصوصاً وہ لوگ بھی اس کے شر سے نہ بچ سکیں جو اس میں شریک بھی نہیں ہوتے اور اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو رہے ہیں تو ایسی تفریح تفریح نہیں بلکہ قتل و غارت گری ہے جو کسی بھی طرح جائز نہیں۔

(ج) یہ وقت موسم بہار کی آمد پر خوش ہونے کا نہیں بلکہ مسلمانوں کی حالت زار پر رونے، امت اسلامیہ کے بکھرے شیرازہ کو اکٹھا کرنے کا ہے۔ اور اپنی بقا کے لیے اصلاح کی کوشش کا ہے۔ پوری دنیا میں مسلمان کفار کا تختہ مشق بنے ہوئے، ان کی عزتوں کو پامال، بچوں کو ذبح اور بوڑھوں کو قتل کیا جارہا ہے۔ ظلم و بربریت کی بے مثال تاریخ رقم کی جارہی ہے۔ ایسے حالات میں اگر مسلمان فقط موسم کی آمد پر خوش ہوتے ہیں تو یہ انتہائی احمقانہ حرکت ہے۔ گزشتہ سال ۵ فروری ۲۰۰۵ کو بسنت منا کر ہم نے اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کے رِستے زخموں پر نمک پاشی کی۔ ایک طرف یوم یک جہتی کشمیر منایا جارہا تھا تو دوسری طرف ہندوانہ مذہبی تہوار پر نودولتیا طبقہ شراب و شباب کی محفلیں برپا کر رہا تھا۔ اس سال ہم نے ۱۲ مارچ ۲۰۰۶ کو بسنت کو یوم سرور منا کر آزاد کشمیر کے مسلمان بھائیوں کے دکھ درد میں اضافہ کیا ہے۔ جو قوم اتنی بے حس ہو جائے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا انتظار کرے۔

② بسنت کئی غریبوں کے روزگار کا ذریعہ ہے۔

بسنت کے حق میں ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ اس شعبہ سے کئی غریبوں کا روزگار وابستہ ہے۔ یہ دلیل بھی بے بنیاد اور بھونڈی ہے۔ کیا ہر وہ کاروبار جس سے لوگوں کا روزگار وابستہ ہے۔ اسلام کی نظر میں جائز ہے۔ ہم ایسے نام نہاد دردمندوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا قحبہ گری میں ملوث عورتوں اور ہوا س باختہ زانی نوجوانوں کو اس غلیظ فعل کی اجازت دیدی جائے کہ لاکھوں لوگ اس کاروبار سے روزی کمانا چاہتے ہیں۔ کیا رشوت ستانی چور بازاری، ڈاکہ زنی وغیرہ سے ہزاروں افراد کا روزگار وابستہ نہیں ہے۔ لہٰذا ان کو بھی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ من مانی کریں اور اپنے بچوں کا پیٹ اس حرام روپیہ ہی سے بھرتے رہیں۔

بسنت کے خلاف عوام الناس کے بیانات

عوام الناس نے بسنت کی وجہ سے ہونے والے جانی و مالی نقصان پر جلوس بیانات، تقاریر اور تحریر کے ذریعے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا جس کے مطابق اکثر لوگ اس مصیبت سے نالاں ہیں اور کسی بھی طرح اس ہندوانہ تہوار سے جان چھڑانے کی کوشش میں ہیں جہاں بھی کٹی ڈور نے کسی پھول کو مسلا، کسی معصوم کی جان لی۔ کسی کو زخمی کیا تو اہل علاقہ نے بھرپور طریقے سے بسنت کے خلاف احتجاج کیا مگر حکومت ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ ہم نے چند بیانات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے جمع کیے ہیں اگرچہ ان کی فہرست تو بڑی طویل ہے۔

1. پتنگ بازی جان لیوا کھیل ہے اس کو مستقل طور پر بند کیا جائے اور اس شیطانی کھیل کو روکنے کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔ کوٹ لکھپت کے لوگوں کا احتجاج۔
2. یہ ہندوانہ تہوار ہے۔ اس پر مستقل پابندی لگائی جائے۔ ناموس رسالت کا تقاضا ہے اس لعنت کو خیر باد کیا جائے۔ مختلف عوامی حلقے۔
3. ہمارے بچوں کی قاتل گورنمنٹ ہے۔ اگر حکومتی اہل کار ہمیں مل جائیں تو ہم انہیں قتل کر دیں۔ بسنتی حادثہ کا شکار بچوں کے والدین کے تاثرات:
4. ہمارے بچوں کا خون حکومت کی گردن پر ہے روز قیامت حساب لیں گے۔ متاثرہ والدین کے تاثرات۔
5. بسنتِ ڈائن ہے جانے کتنی ماؤں کی گود اجاڑے گی ہر اک کے دل دہلنے لگے۔ اخبارات کو فون۔
6. بے گناہوں سے خون بہا نہ لیا جائے حکومت کو عوام سے ووٹوں کے علاوہ کوئی

دلچسپی نہیں۔مشرف پتنگ بازی پر پابندی لگائیں،اخبارات کوفون۔

7 پتنگ باز نہ ہی محبِّ وطن ہیں اور نہ ہی محبِ انسانیت،معصوموں کا خون کس کے سر ہوگا۔لوگوں کا احتجاج۔

8 بے شمار ہلاکتوں کے باوجود پنجاب حکومت کا بسنت کی اجازت مانگنا سنگین جرم اور عوام دشمنی ہے۔عوامی حلقے۔

9 جس گستاخ کو نبی ﷺ کی توہین کی پاداش میں قتل کیا گیا ہم اس کی یاد میں بسنت کے لیے بے چین ہیں۔طالبات پنجاب یونیورسٹی۔لاہور کالج برائے خواتین کے دستخطوں پر مشتمل نوائے وقت کوارسال کی گئی فیکس۔

10 مختلف شہروں میں بسنت کے خلاف احتجاجی مظاہرے۔ان تمام بیانات کی تفصیل فروری ۲۰۰۶ تا اپریل ۲۰۰۶ کے اخبارات میں دیکھی جاسکتی ہے۔

11 پتنگ بازی سے بچوں کے قتل کی اجازت دے دی گئی ہے۔قاضی حسین احمد۔
ریاض حسین چوہدری لکھتے ہیں۔

کہتا ہوں سچ ، بسنت علامت ہے کفر کی
شب کے بدن پہ فتنہ وشر کا لباس ہے
اس شب منائیں نعتِ پیمبر ﷺ کے رتجگے
عشاقِ مصطفیٰ سے میری التماس ہے

خاتمہ:

ہم اس کتابچہ کے آخر میں یہی کہنا چاہیں گے بسنت خالص ہندوانہ مذہبی تہوار ہے جو گستاخ رسول ﷺ کی یاد میں منایا جاتا ہے جسے آج یورپ کے حکم سے

پاکستان میں بے دینی، بے غیرتی اور بے حیائی کے فروغ کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ایسے نام نہاد مسلمان جو بسنت اور دیگر بے حیائی کے تہواروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں یا اس کو منانے کا حکم دیتے ہیں وہ دراصل تقلیدِ کفار اور ان کے ایجنڈوں کی تکمیل میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ نہ ہی تو انہیں اپنا دین لٹتے ہوئے نظر آتا ہے اور نہ ہی وطن کی تباہی کا کچھ خیال ہے۔ڈاکٹر اقبال نے اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہا:

آ تجھ کو بتاؤں کہ تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سنا اوّل، طاؤس و رباب آخر

بسنتی مسلمانوں کو رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان غور سے پڑھنا چاہیے:

''میری امت پہ وہ وقت برابر آ پڑے گا جو بنی اسرائیل (یہود و نصاری) پہ آیا تھا دونوں جوتوں کی برابری کی طرح، حتی کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی سگی ماں کے ساتھ علانیہ بدفعلی کی تو میری امت میں بھی کچھ (بدبخت) ایسا کریں گے......''

(سنن ترمذی، کتاب الایمان)

TRUEMASLAK@INBOX.COM

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ

نمازِ باجماعت

کی

فضیلت

تالیف: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح الحربی

ترجمہ: أبو یاسر عبد اللہ بن بشیر

نظرِ ثانی: محمد اختر صدیق

مکتبہ اسلامیہ